عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان

ماہنامہ

# لولاک

ملتان

رمضان المبارک ۱۴۲۶ھ

اکتوبر 2005ء

شمارہ ۹ ............ جلد ۳۹/۹

## فضائل قرآن......رمضان وصیام

## صدقہ فطر اور اس کے فوائد

## مرزائی تحریرات میں تضادات

## پاکستان میں قادیانیت آغاخانیت کے روپ میں

## دوستی......قادیانیت پھیلانے کا خطرناک ذریعہ

www.khatm-e-nubuwwat.com

Email: mahanamalolaak@yahoo.com

ماہنامہ
# لولاک
ملتان
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

شمارہ ۹ ............ جلد ۳۹/۹

بیاد

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ — مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ — مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ
فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ — حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
شیخ الحدیث مولانا مفتی احمد الرحمنؒ — شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہؒ
حضرت مولانا عبدالرحمن میانویؒ — حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ — حضرت مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ
حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ

بانی: مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ
سرپرست: خواجۂ خواجگان حضرت مولانا خان محمد دامت برکاتہم
زیر سرپرستی: پیر طریقت حضرت مولانا شاہ نفیس الحسینی مدظلہ العالی
نگران اعلیٰ: حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری
نگران: حضرت مولانا اللہ وسایا
چیف ایڈیٹر: صاحبزادہ طارق محمود
ایڈیٹر: مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
سرکولیشن منیجر: رانا محمد طفیل جاوید
منیجر: قاری محمد حفیظ اللہ

مجلس منتظمہ

| | |
|---|---|
| علامہ احمد میاں حمادی | مولانا صاحبزادہ عزیز احمد |
| مولانا بشیر احمد | حافظ محمد یوسف عثمانی |
| مولانا محمد اکرم طوفانی | حافظ محمد ثاقب |
| مولانا خدا بخش شجاع آبادی | مولانا احمد بخش |
| مولانا مفتی حفیظ الرحمن | مولانا محمد نذر عثمانی |
| مولانا قاضی احسان احمد | مولانا غلام حسین |
| مولانا محمد طیب فاروقی | مولانا محمد اسحاق ساقی |
| مولانا محمد قاسم رحمانی | مولانا غلام مصطفی |
| مولانا عزیز الرحمن ثانی | مولانا فقیر اللہ اختر |
| چوہدری محمد اقبال | مولانا محمد علی صدیقی |
| مولانا محمد حسین ناصر | مولانا عبدالرزاق |

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
حضوری باغ روڈ ملتان
فون: ۵۱۴۱۲۲ فیکس: ۵۴۲۲۷۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

## کلمتہ الیوم!


| | | |
|---|---|---|
| اسرائیل سے تعلقات......فیصلہ سوچ سمجھ کر کیا جائے | ادارہ | 3 |
| قادیانی مصنوعات کا بائیکاٹ | ادارہ | 5 |


## مقالات ومضامین!


| | | |
|---|---|---|
| فضائل رمضان المبارک | مولانا محمد عاشق الٰہیؒ | 7 |
| قرآن اور رمضان......قرآن اور قلبی سکون | مولانا سید محمود میاں | 13 |
| صدقہ فطر اور اس کے فوائد | مولانا محمد عاشق الٰہیؒ | 16 |
| سات ہلاک کرنے والی چیزیں | محترمہ حمیرا یاسمین | 18 |
| رمضان المبارک اور عید کی فضیلت | ادارہ | 20 |
| زکوۃ خیرات اور صدقات کے فضائل | ادارہ | 22 |


## ردقادیانیت!


| | | |
|---|---|---|
| دوستی قادیانیت پھیلانے کا خطرناک ذریعہ | مولانا محمد اکرم طوفانی | 25 |
| لاحول ولا..........! | افتخار احمد جرمنی | 28 |
| پاکستان میں قادیانیت آغا خانیوں کے روپ میں | شمس الحق قاضی | 31 |
| مرزائی تحریرات میں تضادات | مولانا مفتی ممتاز احمد | 38 |


## متفرقات!


| | | |
|---|---|---|
| شاعر ختم نبوت جناب سید امین گیلانیؒ | مولانا زاہد الراشدی | 44 |
| جماعتی سرگرمیاں! | ادارہ | 48 |
| تبصرہ کتب | ادارہ | 55 |

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

کلمۃ الیوم!

# اسرائیل سے تعلقات...... فیصلہ سوچ سمجھ کر کیا جائے!

اسرائیل کا قیام انگریزوں اور یہودیوں کے مابین ''بالفور معاہدے'' کے تحت 1948ء میں عمل میں آیا تھا۔ جدید معاشرے میں یہ اہل یہود کی واحد نظریاتی ریاست ہے۔ اس ریاست کے قیام سے قبل یہ علاقہ فلسطین کہلاتا تھا۔ دوسری جنگ عظیم کے بعد اقوام متحدہ کا ادارہ معرض وجود میں آیا جس میں تقسیم فلسطین اور اسرائیل کے قیام کا منصوبہ منظوری کے لئے پیش کیا گیا۔ اس منصوبے کے تحت ارض فلسطین کا 56 فیصد حصہ یہودی ریاست اسرائیل کے لئے اور بقیہ 44 فیصد حصہ عرب مسلمانوں کے لئے مختص کیا گیا۔ برطانیہ' امریکہ اور دیگر ممالک کے ذریعے اقوام متحدہ میں یہ قرارداد منظور کر لی گئی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اسرائیل کا قیام ایک سازش کا نتیجہ ہے۔ لاکھوں عرب فلسطینیوں کو ان کے آبائی وطن فلسطین سے ملک بدر کر کے اہل یہود کو دنیا کے کونے کونے سے لا کر اس صیہونی ریاست میں آباد کیا گیا۔ اس تاریخی ناانصافی پر مظلوم عرب فلسطینی 1948ء سے اب تک سراپا احتجاج ہیں اور آزادی فلسطین کی جدوجہد مسلسل جاری وساری ہے۔

گزشتہ 57 سال کے دوران ہزاروں مسلمان فلسطینی آزادی کی خواہش دلوں میں لئے اسرائیلی فوج کے ہاتھوں موت کی آغوش میں جا چکے ہیں۔ ارض فلسطین پر موجود قبلہ اول ''بیت المقدس'' ہنوز اسرائیل کے تسلط میں ہے۔

ایک مسلمان کی حیثیت سے دیکھا جائے تو درحقیقت مسئلہ فلسطین صرف عربوں کا مسئلہ نہیں۔ بلکہ یہ پوری امت مسلمہ کا مشترکہ مسئلہ ہے۔ اپنے قیام سے لے کر اب تک اسرائیل مسلسل اپنے رقبہ میں ناجائز طور پر اضافہ کرتا چلا آرہا ہے۔ اسرائیل کے ان توسیع پسندانہ عزائم کی جھلک 1967ء کی جنگ میں دیکھنے کو ملی۔ اس جنگ کے دوران اسرائیل نے جارحیت کا مظاہرہ کرتے ہوئے مصر' شام اور اردن کے بڑے علاقوں پر قبضہ کر لیا اور مصری علاقہ صحرائے سینا پر قبضہ کر کے حقیقتاً اپنی سرحدوں کو دریائے نیل تک بڑھا لیا۔ بین الاقوامی دباؤ کے تحت اس نے کچھ علاقے خالی تو کرائے لیکن سلامتی کونسل کی متعدد قراردادوں کے باوجود وہ آج بھی ان میں سے بیشتر علاقوں پر قابض ہے۔

اسرائیلی فوج کی جانب سے روزانہ بے گناہ فلسطینی مرد' عورتیں اور بچے شہید کئے جارہے ہیں اور اب تک سینکڑوں فلسطینی رہنماؤں کو سرعام نشانہ بنا کر موت کی نیند سلایا جا چکا ہے۔ بے گناہ فلسطینی مسلمانوں کا یہ قتل عام گزشتہ 57 سال سے مسلسل جاری ہے؟۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ بنی اسرائیل مسلمانوں سے ہمیشہ تعصب برتتی آئی۔ مصر' شام' اردن' عراق پر حملوں اور لاکھوں فلسطینیوں کے قتل کی مرتکب ریاست اسرائیل کی کاروائیاں یہود کے امت مسلمہ سے تاریخی اور مذہبی تعصب کو واضح کرتی ہیں۔ پاکستان ہمیشہ سے مسئلہ فلسطین پر عربوں کی مکمل اور غیر مشروط حمایت کرتا آیا ہے۔ پاکستانی رہنماؤں کی جانب سے ہر بین الاقوامی فورم پر مسئلہ فلسطین کے منصفانہ حل پر اصرار کیا جاتا رہا ہے۔ پاکستان اور دیگر اہم اسلامی ممالک نے اب تک اسرائیل کو بطور ریاست تسلیم نہیں کیا۔ اس کے علاوہ پاکستان نے اسرائیل کی جانب سے کی جانے والی دہشت گرد کارروائیوں کی ہمیشہ پرزور مذمت کی ہے۔ وطن عزیز کی یہ دیرینہ پالیسی اسلامی تعلیمات اور بھائی چارے کے اصولوں کے عین مطابق ہے۔

گزشتہ کچھ عرصہ سے حکومت پاکستان اپنی اس دیرینہ پالیسی کو تبدیل کرتی نظر آ رہی ہے۔ صدر مملکت جنرل پرویز مشرف کی جانب سے عوام کو اس اہم معاملے پر بحث کا آغاز کرنے کی دعوت دی گئی ہے۔ یکم ستمبر کو پاکستان اور اسرائیل کے وزراء خارجہ کے درمیان ترکی میں ہونے والی باضابطہ ملاقات اور اقوام متحدہ کے سالانہ اجلاس کے موقع 14 ستمبر کو صدر مملکت جنرل پرویز مشرف اور اسرائیلی وزیر اعظم ایریل شیرون کے مابین سرراہے ملاقات' دونوں ممالک کی اعلیٰ قیادت کے درمیان پہلا رابطہ تھا۔ وطن عزیز کی پندرہ کروڑ عوام کے لئے یہ ملاقاتیں حیران کن ہیں۔ اسرائیل اور پاکستان کے ارباب اختیار نے ان رابطوں کو حوصلہ افزا قرار دیتے ہوئے اطمینان کا اظہار کیا ہے۔ حکومت کی جانب سے اسرائیل کے ساتھ تعلقات کا آغاز کرنے سے قبل درج ذیل امور پر غور کرنا ضروری ہوگا:

- ...... اسرائیل ایک متنازعہ ریاست ہے اور اس کا قیام ناجائز اور ناانصافی پر مبنی ہے۔
- ...... مسئلہ فلسطین کے منصفانہ حل کے بغیر اسرائیل سے تعلقات کا آغاز فلسطینیوں کے خون سے غداری کے مترادف ہوگا۔
- ...... اسرائیل سے تعلقات قائم کرنے کی صورت میں پاکستان کو عرب اسلامی ممالک کی ناراضی کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔
- ...... بھارت کے ساتھ اسرائیل کے مضبوط تعلقات اور پاکستان مخالف کارروائیوں میں بھارت کی بھرپور اخلاقی' سفارتی اور عسکری امداد اس کے پاکستان مخالف عزائم کو واضح کرتی ہے۔
- ...... اسرائیل کی جانب سے پاکستان کی ایٹمی تنصیبات پر فضائی حملوں کی خفیہ دھمکیاں دی گئیں۔
- ...... بھارتی خفیہ ایجنسی ''را'' اسرائیلی خفیہ ایجنسی ''موساد'' کی معاونت سے پاکستان کے خلاف متعدد بار تخریبی کارروائیاں کی گئیں اور مقبوضہ کشمیر میں مجاہدین کا قتل عام کیا جاتا رہا۔

……اسرائیل کو تسلیم نہ کرنا گزشتہ 57 سال سے حکومت پاکستان کا ایک اصولی اور جائز موقف تھا اور اسے پارلیمنٹ کو اعتماد میں لئے بغیر تبدیل نہیں کرنا چاہیے۔

## قادیانی مصنوعات کا بائیکاٹ……ایک جذباتی نعرہ یا ایمانی تقاضا؟

حضور اقدس ﷺ وجہ تخلیق کائنات ہیں۔ آپ ﷺ اس کائنات کا مرکز ومحور ہیں۔ آپ ﷺ اولین وآخرین کے سردار ہیں۔ ایک حدیث شریف میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں اللہ کے ہاں اس وقت بھی آخری نبی لکھا ہوا تھا۔ جبکہ آدم علیہ السلام گوندھی ہوئی مٹی کی حالت میں تھے۔ دونوں جہانوں کے سردار نبی آخر الزمان ﷺ کی حیثیت سے تشریف لائے اور آپ ﷺ پر اللہ تعالیٰ نے سلسلہ نبوت ختم فرمادیا۔ عقیدہ ختم نبوت اتنا اہم عقیدہ ہے کہ مالک کائنات نے اپنی آخری لاریب کتاب میں ایک سو سے زیادہ آیات میں اسے مختلف طریقوں سے بیان فرمایا۔ خود صاحب قرآن ﷺ نے دوسو دس سے زائد احادیث مبارکہ میں اس کی وضاحت فرمائی۔ کہیں انا خاتم النبیین لانبی بعدی! کہہ کر اور کہیں انا آخر الانبیاء وانتم آخر الامم! کہیں آپ ﷺ اس عقیدہ کو بیان فرماتے ہوئے ان تیس جھوٹے دجالوں اور کذابوں کا ذکر کرتے ہوئے جو آپ ﷺ کے پردہ فرمانے کے بعد نبوت کا جھوٹا دعویٰ کریں گے' امت کو خبر دار فرماتے ہیں۔

چنانچہ آپ ﷺ کی زندگی ہی میں بعض بدبختوں نے آپ ﷺ کے منصب ختم نبوت پر ڈاکہ ڈالنے کی ناپاک جسارت کی۔ ایک جھوٹے مدعی نبوت اسود عنسی کو آپ ﷺ کی حیات مبارکہ میں ہی ایک صحابی حضرت فیروز دیلمیؓ نے جہنم واصل کیا۔ مسیلمہ کذاب کے خلاف حضرت ابوبکر صدیقؓ کے دور میں حضرات صحابہ کرامؓ کا پہلا اجماع منعقد ہوا اور اس کے خلاف یکے بعد دیگرے تین لشکر روانہ کئے گئے۔ تاوقتیکہ حضرت خالد بن ولیدؓ کے زیر قیادت سات سو حفاظ صحابہ کرامؓ سمیت بارہ سو صحابہ کرامؓ کی شہادت کے بعد اس ملعون کو جہنم واصل کیا اور اس فتنہ کا قلع قمع کیا گیا۔

تاریخ اسلام گواہ ہے کہ اس کے بعد جب بھی کسی بدبخت نے حضور ﷺ کے تاج ختم نبوت کی طرف ہاتھ بڑھانے کی ناپاک جسارت کی۔ امت مسلمہ نے حضرت صدیق اکبرؓ اور شہدائے یمامہ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے انہیں کیفر کردار تک پہنچایا۔ برصغیر پاک وہند میں انگریز نے 1857ء کی جنگ آزادی کے بعد مسلمانوں کے جذبہ جہاد کو کچلنے کے لئے مسیلمہ پنجاب مرزا غلام احمد قادیانی کو لا کھڑا کیا۔ جس نے انگریز کا وفادار ہونے کا حق ادا کرتے ہوئے نہ صرف جہاد کو حرام قرار دیا بلکہ مغربی آقاؤں کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے کئی باطل دعوے کئے۔ مجدد' مہدی اور مسیح ہونے کا دعویٰ کیا۔ یہاں تک کہ 1901ء میں باقاعدہ نبی ہونے کا دعویٰ کیا اور اسلام کے متوازی ایک نیا دین اپنے پیروکاروں کے سامنے پیش کیا جس میں (نعوذ باللہ نقل کفر کفر نباشد) محمد رسول اللہ وہ خود بن گیا۔

(ایک غلطی کا ازالہ ص۴) اپنی بدکردار بیوی کو ام المومنین اور اپنے بدقماش ساتھیوں کو صحابہ کرام اور اپنے مغلظات کو وحی کا درجہ دیا۔

کچھ ازلی بدبختوں نے رحمت کائنات ﷺ کے دامن رحمت کو چھوڑ کر اس دجال کے مکروہ عقیدہ کو اختیار کیا اور انگریزی سرپرستی میں ملعونوں نے مسلمانوں کے ایمانوں پر ڈاکے مارنے شروع کیے۔ چونکہ اس تحریک کی بنیاد مفاد پرستی پر تھی۔ چنانچہ چندوں کا ایک لامتناہی سلسلہ شروع ہوا اور ہر مرزائی کو اپنی آمدنی کا ایک معقول حصہ نام نہاد جماعت احمدیہ کو دینے کا پابند بنایا گیا۔ چنانچہ اب ہر مرزائی اپنی آمدنی کا تقریباً دس فیصد اپنے مرکز میں جمع کرواتا ہے اور پھر وہی پیسہ مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ اسی فنڈ سے قرآن پاک کے تحریف شدہ نسخے شائع کر کے مسلمانوں میں پھیلائے جاتے ہیں۔ اسی فنڈ کے ذریعے عالمی میڈیا استعمال کر کے اپنے باطل عقیدے کے فروغ کی کوشش کی جاتی ہے۔ اسی فنڈ سے مالی منفعت کے خواب دکھلا کر مسلمانوں کا تعلق نبی آخرالزماں ﷺ سے جدا کرنے کی ناپاک کوشش کی جاتی ہے۔

ذرا سوچئے کہ قادیانی یہ منافع کہاں سے حاصل کرتے ہیں؟۔

کہیں ہم قادیانی مصنوعات استعمال کر کے یا قادیانیوں سے خرید و فروخت کر کے ان کے اس ایمان سوز پروگرام میں معاون بن کر اپنی اخروی روسیاہی کا سامان تو نہیں کر رہے؟۔

اتنے محسن، شفیق نبی ﷺ جنہوں نے ہمارے لئے تکلیفوں کے پہاڑ برداشت کیے۔ ساری ساری رات رو رو کر ہماری بخشش کی دعائیں کی۔ جن کے ہاتھ سے حوض کوثر پینے کی تمنا ہر مسلمان کے دل میں ہے۔ جن کی شفاعت کے بغیر جہنم سے چھٹکارہ کا تصور محال ہے۔ ان کے دشمنوں سے خرید و فروخت کر کے نبی رحمت ﷺ کے خلاف مشن کے لئے فنڈ فراہم کرنے میں معاون بن کر ہم کل بروز قیامت آپ ﷺ کا سامنا کرنے کے قابل رہیں گے؟۔

خدارا ذرا سوچئے کہ:

شیزان کمپنی کی تمام مصنوعات مثلاً ذائقہ گھی، شاہ تاج شوگر ملز، شاہ تاج چینی، اوسی ایس کوریئر سروس معروف قادیانی مرزائی مصنوعات ہیں۔ ان کا بائیکاٹ کیجئے اور اپنے قرب و جوار میں موجود ایمان کے ان ڈاکوؤں مرزائی قادیانی سے خواہ کسی بھی شعبہ سے تعلق رکھتے ہوں خبردار رہئے۔ اپنے ایمان کی حفاظت کیجئے اور دوسرے مسلمانوں کے ایمان کا خیال رکھئے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو قیامت کے دن حضور ﷺ کے دست مبارک سے حوض کوثر کا جام نصیب فرمائیں اور آپ ﷺ کی شفاعت کا حق دار بننے کی توفیق دیں۔

یاد رکھئے کہ: اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی خاتم الانبیاء ﷺ سے محبت کی پہلی نشانی ان کے دشمنوں سے نفرت ہے۔

آج ہماری ذرا سی غفلت ہمیں بروز قیامت حضور ﷺ کے دشمنوں کے ساتھ کھڑا نہ کر دے۔

مولانا محمد عاشق الٰہی مہاجر مدنیؒ

# فضائل رمضان وصیام!

اسلام کا ایک اہم رکن رمضان المبارک کے روزے رکھنا ہے۔ روزہ پہلی امتوں پر بھی فرض تھا۔ جیسا کہ سورۂ بقرہ میں فرمایا ہے کہ:

''یاایھاالذین آمنو کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون ۰ ایاما معدودات ۰ ''ترجمہ:...... ''اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے۔ جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے۔ تا کہ تم پرہیزگار بنو۔ یہ روزے چند دن کے ہیں۔''

## روزے کی حکمت

لعلکم تتقون ! میں روزہ کی حکمت کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ تقویٰ صغیرہ وکبیرہ اور باطنی گناہوں سے بچنے کا نام ہے۔ آیت کریمہ نے بتایا کہ روزہ کی فرضیت تقویٰ حاصل کرنے کے لئے ہے۔ بات یہ ہے کہ انسان کے اندر حیوانیت کے جذبات ہیں۔ نفسانی خواہشات ساتھ لگی ہوئی ہیں جن سے نفس کا ابھار معاصی کی طرف ہوتا رہتا ہے۔ روزہ ایک ایسی عبادت ہے جس سے یہ جذبات کمزور ہوتے ہیں اور نفس کا ابھار کم ہوجاتا ہے اور شہوات ولذات کا جوش گھٹ جاتا ہے۔ پورے رمضان المبارک کے روزے رکھنا ہر عاقل بالغ مسلمان پر فرض ہیں۔ ایک مہینہ کھانے پینے اور جنسی تعلقات کے مقتضی پر عمل کرنے سے اگر باز رہے تو باطن کے اندر ایک نکھار اور نفس کے اندر سدھار پیدا ہوجاتا ہے۔ اگر کوئی شخص رمضان المبارک کے روزے ان احکام وآداب کی روشنی میں رکھ لے جو قرآن وحدیث میں وارد ہوئے ہیں تو واقعتاً نفس کا تزکیہ ہوجاتا ہے۔ پھر نفس میں ابھار ہوتا ہے تو آئندہ رمضان المبارک آموجود ہوتا ہے۔

رمضان المبارک کے روزوں کے علاوہ نفل روزے بھی مشروع کئے گئے ہیں۔ ان روزوں کا مستقل ثواب ہے جو احادیث میں مذکور ہے اور ثواب کے علاوہ نفلی روزوں کا یہ فائدہ بھی ہے کہ رمضان کے روزے رکھتے وقت جو عملی کوتاہیاں ہوئیں اور ادب کی رعایت ملحوظ نہ رہی تو اس کوتاہی کی تلافی ہوجاتی ہے۔ جو گناہ انسان سے سرزد ہوجاتے ہیں ان میں سب سے زیادہ دو چیزیں گناہ کا باعث بنتی ہیں۔ ایک زبان اور دوسری شرمگاہ۔

چنانچہ حضرت امام ترمذیؒ نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ سب سے زیادہ کونسی چیز دوزخ میں داخل کرانے کا ذریعہ بنے گی؟۔ آپ ﷺ نے جواب دیا کہ منہ اور شرمگاہ۔ ان دونوں کو دوزخ میں داخل کرانے میں زیادہ دخل ہے۔ روزہ میں منہ اور شرمگاہ دونوں پر پابندی ہوتی ہے اور مذکورہ دونوں راہوں سے جو گناہ ہوسکتے ہیں روزہ ان سے باز رکھنے کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔ اسی لئے تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ: ''الصیام

جنة · ''یعنی روزہ ڈھال ہے گناہ سے اور آتش دوزخ سے بچاتا ہے۔(رواہ البخاری)

اگر روزہ کو پورے اہتمام اور احکام و آداب کی مکمل رعایت کے ساتھ پورا کیا جائے تو بلاشبہ انسان کا گناہوں سے محفوظ رہنا آسان ہو جاتا ہے۔ خاص روزہ کے وقت بھی اور اس کے بعد بھی۔ ہاں اگر کسی نے روزہ کے ادب کا خیال نہ کیا اور گناہوں میں مشغول رہتے ہوئے روزے رکھے' کھانے پینے اور خواہش نفسانی سے تو باز رہا مگر حرام کمانے اور غیبت کرنے میں لگا رہا تو اس سے فرض تو ادا ہو جائے گا مگر روزہ کے برکات وثمرات سے محروم رہے گا۔ جیسا کہ سنن نسائی میں ارشاد نبوی ﷺ نقل کیا ہے:

''الصوم جنة مالم يخرقها · ''ترجمہ:...... ''یعنی روزہ ڈھال ہے جب تک اس کو پھاڑ نہ ڈالے۔''

ایک اور حدیث میں ارشاد فرمایا کہ:

''من لم يدع قول الزور و العمل به فليس لله حاجة فى ان يدع طعامه وشرابه · رواه البخارى · ''ترجمہ:...... ''جو شخص روزہ رکھ کر جھوٹی بات اور غلط کام نہ چھوڑے تو اللہ کو کچھ حاجت نہیں کہ وہ (گناہوں کو چھوڑے بغیر) محض کھانا پینا چھوڑ دے۔''

معلوم ہوا کہ کھانا پینا اور جنسی تعلقات چھوڑنے ہی سے روزہ کامل نہیں ہوتا۔ بلکہ روزہ کو فواحش' منکرات اور ہر طرح کے گناہوں سے محفوظ رکھنا لازم ہے۔ روزہ منہ میں ہو اور آدمی بدکلامی کرے۔ یہ اس کے لئے زیب نہیں دیتا۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا فخر بنی آدم ﷺ نے کہ بہت سے روزہ دار ایسے ہیں جن کے لئے (حرام کھانے یا حرام کام کرنے یا غیبت وغیرہ کرنے کی وجہ سے) پیاس کے علاوہ کچھ بھی نہیں ہے اور بہت سے تہجد گزار ایسے ہیں جن کے لئے (ریاکاری کی وجہ سے) جاگنے کے سوا کچھ بھی نہیں۔ (رواہ الدارمی)

## روزہ کی فضیلت

ایک روزہ رکھ لینے سے خدائے پاک کی طرف سے کیا انعام ملتا ہے؟۔ اس کے بارے میں رحمت کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

''من صام يوما فى سبيل الله بعد الله وجهه عن النار سبعين خريفا · ''ترجمہ:...... ''جو شخص اللہ کی خوشنودی کے لئے ایک دن روزہ رکھے تو اللہ تعالیٰ اس کو آتش دوزخ سے اتنی دور کر دیں گے جتنی دور کوئی شخص ستر سال تک چل کر پہنچے۔''

اس حدیث میں نفل یا فرض روزہ کی تخصیص نہیں کی گئی اور خاص رمضان کے روزے کے بارے میں رحمت دو عالم ﷺ کا ارشاد ہے کہ: ترجمہ:...... ''شرعاً جسے روزہ چھوڑنے کی اجازت نہ ہو اور عاجز کرنے والا مرض بھی لاحق نہ ہو۔ اس نے اگر رمضان کا ایک روزہ چھوڑ دیا تو عمر بھر روزے رکھنے سے بھی اس ایک روزہ کی تلافی نہ ہوگی۔ اگرچہ (بطور قضاء) عمر بھر روزے رکھ لے۔''

## روزہ کا ایک خاص وصف

حضور اکرم ﷺ نے روزے کے بارے میں یہ بھی ارشاد فرمایا کہ:"کل عمل ابن آدم یضاعف الحسنة بعشر امثالها الی سبعمائة ضعف قال اللّٰه تعالیٰ الا الصوم فانه لی وأنا أجزی به ۰ یدع شهوته وطعامه من أجلی ۰ رواه البخاری ومسلم ۰ "ترجمہ:...... "انسان کے ہر عمل کا اجر (کم از کم) دس گنا بڑھادیا جاتا ہے (لیکن) روزہ کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ روزہ اس قانون سے مستثنیٰ ہے۔ کیونکہ وہ خاص میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا۔ بندہ میری وجہ سے اپنی خواہشوں کو اور کھانے پینے کو چھوڑ دیتا ہے۔"

عبادتیں تو سب ہی اللہ کے لئے ہیں۔ پھر روزہ کو خاص اپنے لئے کیوں فرمایا؟۔ اس کے بارے میں علمائے امت نے بتایا ہے کہ چونکہ دوسری عبادتیں ایسی ہیں جن میں عمل کیا جاتا ہے اور عمل نظروں کے سامنے آ سکتا ہے۔ اس لئے ان میں احتمال ریا کا رہتا ہے۔ مگر روزہ فعل نہیں ہے۔ بلکہ ترک فعل ہے۔ اس میں کوئی کام نظر کے سامنے نہیں آتا۔ اس لئے وہ ریاء سے دور ہے۔ روزہ وہی رکھے گا جسے خدائے پاک کا ڈر ہوگا اور روزہ رکھ کر روزہ کو وہی باقی رکھے گا جس کا صرف ثواب لینے کا ارادہ ہو۔ اگر کوئی شخص روزہ رکھ کر تنہائی میں کچھ کھا پی لے اور لوگوں کے سامنے آ جائے تو بندے تو اسے روزہ دار ہی سمجھیں گے۔ روزہ رکھ کر روزہ کو وہی پورا کرتا ہے جو خالص اللہ کی رضا کا طالب ہوتا ہے۔ اسی لئے "الصوم لی" ﴿روزہ خاص میرے لئے ہے﴾ فرمایا پھر جس عمل میں ریا کا احتمال بھی نہ ہو اس کا ثواب بھی ممتاز ہونا چاہئے۔ چنانچہ خداوند کریم جل شانہ دوسری عبادتوں کا ثواب فرشتوں سے دلائیں گے اور روزہ کا ثواب خود مرحمت فرمائیں گے جو بے انتہا ہوگا۔

اللہ جل شانہ نے روزوں کے لئے رمضان المبارک کا مہینہ مقرر فرمادیا اور ایک ساتھ ایک ماہ کے روزے رکھنا فرض قرار دے دیا۔ اگر ایک ساتھ پورے ماہ کے روزے فرض نہ ہوتے۔ بلکہ پورے سال میں تھوڑے تھوڑے کرکے رکھوائے جاتے تو اس سے نفس کی قوت شہوانیہ نہ ٹوٹتی اور نہ تزکیہ نفس کا وہ فائدہ حاصل ہوتا جو ایک ماہ مسلسل روزہ رکھنے سے حاصل ہوتا ہے اور چند روزے متفرق مرتبہ رکھ لینے سے خوشی کا وہ کیف بھی حاصل نہ ہوتا جو عید کے دن حاصل ہوتا ہے۔ اگر بندوں کو اختیار دے دیا جاتا کہ سال بھر میں جس کا جب جی چاہے مقررہ تعداد میں روزہ رکھ لے تو اس میں یکجہتی بھی نہ ہوتی اور کبھی یہ رکھتا اور کبھی وہ رکھتا اور بہت سے لوگ مقررہ تعداد میں پورے نہ کر پاتے۔ کیونکہ اجتماعی صورت میں جو کام آسانی سے ہوجاتا ہے وہ انفرادی طور پر اس شان سے نہیں ہوتا۔ پھر اجتماع میں برکتیں بھی بہت ہوتی ہیں۔ اگر سب کے لئے ایک وقت مقرر نہ ہوتا تو مسجدوں میں افطار کا نہ وہ کیف ہوتا جس سے آنکھوں کو نور اور دل کو سرور حاصل ہوتا ہے اور نہ اجتماعی طور پر سب کی عید ہوتی۔ جس کا کیف اور سرور سب کے سامنے ہے۔

رمضان المبارک صرف روزوں ہی کا مہینہ نہیں ہے۔ بلکہ قرآن مجید کا مہینہ بھی ہے۔ اس میں شب قدر بھی ہے جو ہزار ماہ سے بہتر ہے۔ پھر اخیر عشرہ میں اعتکاف بھی ہے۔ یہ مہینہ صبر کا مہینہ بھی ہے اور سخاوت کا بھی اور آپس میں غم

خواری کا بھی۔ اس میں مومن کا رزق بڑھا دیا جاتا ہے۔ طبیعتیں خود بخود نیکی کی طرف چلنے لگتی ہیں۔ شیاطین جکڑ دیئے جاتے ہیں۔ جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔ ایک فرض کا ثواب ستر فرضوں کے برابر اور نفل کا ثواب فرض کے برابر ملتا ہے۔ یہ سب چیزیں احادیث شریفہ میں وارد ہوئی ہیں۔ اس ماہ کی خیر و برکت مومن بندے ہی سمجھتے اور محسوس کرتے ہیں۔

## مسائل رمضان المبارک

1 ...... روزہ رکھنا اسلام کا تیسرا اہم رکن ہے۔ روزے کا انکار کرنے والا مسلمان نہیں رہتا۔

2 ...... روزہ میں نیت فرض ہے۔ بلا قصد اور نیت دن بھر روزہ کی حالت میں رہنے سے روزہ ادا نہیں ہوتا۔

3 ...... دل کے عزم اور ارادہ کا نام نیت ہے۔ رات سونے سے قبل نیت کرے یا زوال شرعی دس بجے دن سے قبل کرے۔

## جن چیزوں سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے

4 ...... ناک اور کان میں دوائی ڈالنے سے۔

5 ...... ارادے سے قے کرنا۔

6 ...... دوران وضو حلق میں پانی چلا جانا۔

7 ...... عورت کو چھونے سے انزال ہو جانا۔

8 ...... عموماً جو چیز کھائی نہیں جاتی جیسے تنکا یا پتھر کا ریزہ نگل جانا۔

9 ...... خوشبودار دھواں ارادتاً ناک یا حلق میں پہنچانا۔

10 ...... غروب آفتاب سے قبل غلطی سے روزہ افطار کر لینا۔

11 ...... غلطی سے صبح صادق کے بعد رات سمجھ کر سحری کھانا۔

12 ...... بھول کر کھا پی لینا پھر اس خیال سے کہ روزہ ٹوٹ گیا اور ارادتاً کھا پی لینا۔

ان تمام صورتوں میں روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور صرف قضاء لازم آتی ہے۔ کفارہ لازم نہیں ہوتا۔

## جن چیزوں سے روزہ مکروہ ہو جاتا ہے

1 ...... بلا ضرورت کسی چیز کو چبانا یا نمک چکھ کر تھوک دینا۔

2 ...... دن بھر حالت غسل میں رہنا۔

3 ...... فصد کرانا۔ کسی مریض کے لئے خون دینا۔

4 ...... غیبت کرنا۔

5...... ناشائستہ اور فضول گفتگو کرنا۔ یعنی گالی گلوچ دینا۔

واضح رہے کہ روزہ کی حالت میں مسواک کرنا...... آنکھ میں دوائی یا سرمہ ڈالنا...... سر اور داڑھی کو تیل لگانا...... خوشبو لگانا...... پیاس اور گرمی کی شدت کی وجہ سے غسل کرنا...... کسی قسم کا ٹیکہ یا انجکشن لگانا...... بھول کر کھاپی لینا...... حلق میں عام دھواں یا گردوغبار یا مکھی کا چلا جانا...... کان میں پانی کا چلا جانا...... از خود قے آجانا...... دانتوں سے خون کا رسنا جب تک حلق میں نہ جائے...... بحالت نیند احتلام ہو جانا...... مذکورہ حالتوں میں روزہ نہیں ٹوٹتا اور نہ ہی مکروہ ہوتا ہے۔

سفر یا بیماری کہ روزہ کی طاقت نہ ہو یا مرض بڑھنے کا اندیشہ ہو تو روزہ نہ رکھنا جائز ہے۔ بعد میں اس کی قضا کر لینا چاہئے۔ عورت بحالت حمل ہو بچے کو دودھ پلاتی ہو تو دونوں صورتوں میں اپنی جان یا بچے کی جان کے اندیشے کی صورت میں روزہ قضا کر سکتی ہے۔ اگر بیماری یا بھوک و پیاس کے شدید غلبے سے جان کا خطرہ لاحق ہو تو روزہ توڑنا جائز ہے۔ بعد رمضان المبارک کے قضا لازم ہوگی۔

## نماز تراویح

1...... رمضان المبارک میں نماز عشاء کے بعد بیس رکعت نماز تراویح سنت مؤکدہ ہے۔

2...... اہل محلہ پر تراویح کو باجماعت ادا کرنا سنت کفایہ ہے۔ پورا محلہ اگر تراویح باجماعت مسجد میں ادا نہ کرے تو سب کے سب ترک سنت کے گنہگار رہوں گے۔

3...... تراویح میں پورا قرآن کریم ختم کرنا بھی سنت ہے۔ ہاں اگر کہیں سے پورا قرآن سنانے والا نہ ملے تو چھوٹی سورتوں سے نماز تراویح ادا کرنا ضروری ہے۔

4...... اگر تراویح دو یا چار رکعت جماعت سے کسی کی رہ جائیں تو وہ وتر باجماعت ادا کر کے پھر باقی ماندہ تراویح پوری کرے۔

5...... تراویح میں قرآن کریم بجائے جلد بازی کے اطمینان وسکون سے پڑھا جائے۔ ادائیگی حروف قرآن میں جلد بازی مکروہ ہے۔

6...... تراویح پڑھانے والے حافظ کو معاوضہ یا اجرت طے کر کے تراویح پڑھنا' پڑھانا حرام ہے۔

7...... نابالغ حافظ قرآن کے پیچھے تراویح پڑھنا جائز نہیں۔

8...... ایک ہی حافظ صاحب کا دو مساجد میں تراویح پڑھانا درست نہیں۔

## اعتکاف

1...... نیت کر کے مسجد میں رہنا سوائے حاجات ضروریہ (پیشاب' پاخانہ' غسل واجب اور وضو) کے مسجد سے باہر نہ جانا۔ اسے اعتکاف کہتے ہیں۔

2...... رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں اعتکاف کرنا سنت کفایہ ہے۔ محلہ یا بستی کی مسجد کے نمازیوں

میں سے کوئی بھی اعتکاف نہ کرے تو سب کے ذمے ترک سنت کا وبال ہوگا۔ کسی ایک کے اعتکاف کر لینے سے سب کی طرف سے سنت ادا ہو جائے گی۔

3...... اعتکاف میں بالکل خاموش رہنا مکروہ ہے۔ معتکف کو قرآن کریم کی تلاوت' ذکر واذکار' تسبیحات' دینی گفتگو' اسلامی کتب کے مطالعہ میں وقت گزارنا چاہئے۔

4...... اعتکاف ایسی مسجد میں بیٹھنا چاہئے جہاں نماز جمعہ ہوتی ہو۔ ورنہ نماز جمعہ کے لئے دوسری مسجد میں جانا کہ شریک نماز جمعہ ہو سکے جائز ہے۔

5...... بلا ضرورت طبعی اور شرعی ارادتاً یا بھول کر مسجد سے باہر نکلنے سے اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے۔ جس کی قضا لازم ہوگی۔

6...... رمضان المبارک کے آخری عشرہ کا اعتکاف کرنا ہو تو بیس تاریخ کو غروب آفتاب سے پہلے پہلے مسجد میں پہنچ جانا چاہئے اور عید کا چاند نظر آنے پر مسجد اعتکاف سے باہر آنا چاہئے۔

7...... غسل جمعہ' غسل صحت' یا ٹھنڈک کے لئے مسجد سے باہر نکلنا معتکف کو جائز نہیں۔

## شب قدر

چونکہ اس امت کی عمریں بہ نسبت پہلی امتوں کے چھوٹی ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ایک رات ایسی مقرر فرمادی ہے کہ جس میں عبادت کرنے کا ثواب ایک ہزار مہینہ کی عبادت سے بھی زیادہ ہے۔ لیکن اس کو پوشیدہ رکھا۔ تاکہ لوگ اس کی تلاش میں کوشش کریں اور ثواب بے حساب پائیں۔ رمضان المبارک کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں شب قدر ہونے کا زیادہ احتمال ہے۔ یعنی ۲۱ ویں' ۲۳ ویں' ۲۵ ویں' ۲۷ ویں' ۲۹ ویں شب اور ۲۷ ویں شب میں سب سے زیادہ احتمال ہے۔ ان راتوں میں بہت محنت سے عبادت میں مشغول رہنا چاہئے۔ اگر تمام رات جاگنے کی طاقت یا فرصت نہ ہو تو جس قدر ہو سکے جاگے اور نفل نماز یا تلاوت قرآن یا ذکر و تسبیح میں مشغول رہے اور کچھ نہ ہو سکے تو عشاء اور صبح کی نماز جماعت سے ادا کرنے کا اہتمام کرے۔ حدیث میں آیا ہے کہ یہ بھی رات بھر جاگنے کے حکم میں ہو جاتا ہے۔ ان راتوں کو جلسوں تقریروں میں صرف کرنا بڑی محرومی میں داخل ہے۔ تقریریں ہر رات ہو سکتی ہیں۔ عبادت کا یہ وقت پھر ہاتھ نہیں آئے گا۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم!

## ترکیب نماز عید

اول زبان یا دل سے نیت کرو کہ دو رکعت مع زائد چھ تکبیروں کے پیچھے اس امام کے اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ باندھ لو اور سبحانک تک پڑھو۔ پھر دوسری اور تیسری تکبیر میں ہاتھ اٹھا کر چھوڑ دو اور چوتھی تکبیر میں ہاتھ باندھ لو اور جس طرح ہمیشہ نماز پڑھتے ہو پڑھو۔ دوسری رکعت میں سورت کے بعد جب امام تکبیر کہے تو بھی تکبیر کہہ کر پہلی' دوسری اور تیسری دفعہ میں ہاتھ چھوڑ دو۔ چوتھی تکبیر کہہ کر رکوع میں چلے جاؤ۔ باقی نماز حسب دستور تمام کرو۔ خطبہ سن کر واپس جاؤ۔ والحمدللہ!

مولانا سید محمود میاں

# قرآن اور رمضان......قرآن اور قلبی سکون!

الحمدللہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ خیر خلقہ سیدنا

ومولانا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین ۰ امابعد!

آقائے نامدار ﷺ نے قرآن پاک کی فضیلت بیان فرمائی کہ انبیائے کرام علیہم السلام کو مختلف معجزات دیئے گئے اور مجھے جو معجزہ دیا گیا وہ ’’قرآن پاک‘‘ ہے تو مجھے ایسے معلوم ہوتا ہے ایسا اندازہ ہوتا ہے کہ قیامت کے دن میرے پیروکار سب سے زیادہ ہوں گے۔ اس جملہ کا مطلب یہ ہے کہ پہلے انبیائے کرام علیہم السلام کی یہ صورت بیان ہوئی کہ انہیں جو معجزات دیئے گئے وہ ایسے تھے جو ان کی حیات تک رہے۔ مثلاً حضرت موسیٰ علیہ السلام کا دست مبارک روشن ہو جاتا' اسی طرح عصاء میں یہ تبدیلی آجاتا کہ سانپ بن جائے۔ یہ سب چیزیں ایسی ہیں کہ جب تک حضرت موسیٰ علیہ السلام اس دنیا میں تشریف فرما ہے یہ چیزیں بھی رہیں۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اس دنیا سے رخصت ہو جانے کے بعد وہ باتیں ختم ہوگئیں تو ان کے معجزات کا تعلق ان کی حیات دنیوی کے ساتھ رہا۔ جب تک وہ یہاں رہے تو یہ بات ہوئی اور جب وہ اس دنیا سے رخصت ہوئے تو معجزات ساتھ ساتھ ختم ہوگئے۔

## قرآن...سب سے بڑا معجزہ

آقائے نامدار ﷺ فرماتے ہیں کہ مجھے جو معجزہ دیا گیا وہ ’’قرآن پاک‘‘ ہے اور مجھے ایسا لگتا ہے کہ جیسے کہ میرے پیروکار سب سے زیادہ ہوں گے قیامت کے دن۔ کیونکہ میرا معجزہ میرے بعد بھی قائم رہے گا۔ لہٰذا آج بھی قائم ہے اور اس کا قائم رہنا خود معجزہ ہے۔ بہت تعجب کی بات ہے کہ اس میں کسی بھی جگہ کوئی تغیر نہیں آیا۔ لفظ تو بڑی بات ہے کسی حرف کا تغیر بھی نہیں آیا۔ سب کے سب بالکل محفوظ اسی طرح اور پوری دنیا میں۔

## قرآن...اور...رمضان

قرآن پاک کا جوڑ رمضان شریف سے خاص طور پر ہے۔ بہت زیادہ۔ نزول بھی اس کا رمضان شریف میں شروع ہوا ہے۔ رمضان ہی میں قرآن پاک کا آقائے نامدار ﷺ حضرت جبرائیل علیہ السلام سے دور فرماتے تھے۔ حتیٰ کہ جس سال آپ ﷺ دنیا سے رخصت ہوئے اس سال آپ ﷺ نے دو مرتبہ دور کیا ہے جبرائیل امین علیہ السلام سے اور اس سے آپ نے اندازہ لگایا ہے کہ شاید میں اب دنیا سے رخصت ہونے لگا ہوں۔

## قرآن پاک سے قلبی سکون

قرآن پاک کی تلاوت سے سکون ہوتا ہے ایک طرح کا اور اللہ تعالیٰ کے کچھ ملائکہ ہیں اس قسم کے اور کیفیات ہیں اس قسم کی جو انسان کے قلب پر وارد ہوتی ہیں اور انسان انہیں محسوس کرتا ہے جیسے آدمی بیمار ہو تو بیماری محسوس کرتا ہے۔ صحت مند ہو تو صحت محسوس کرتا ہے۔ غمگین ہو تو غم محسوس کرتا ہے۔ خوش ہو تو سرور محسوس کرتا ہے۔ تو یہ وجدانیات ہیں اور دنیا میں کوئی عقلمند ان کا انکار نہیں کرتا۔ نہ حکیم' نہ ڈاکٹر' نہ کوئی اور۔ تو قرآن پاک کی تلاوت میں ایک تاثیر خاص اللہ تعالیٰ نے رکھی ہے وہ ہے سکون۔ وہ کبھی کبھی متشکل بھی ہو سکتا ہے۔ جتنے عمل ہیں ہمارے نماز روزہ وغیرہ ان سب کو اللہ تعالیٰ کے یہاں ایک خاص شکل دے دی جاتی ہے۔

## قرآن کی تلاوت اور فرشتوں کا اترنا

اسی طرح سے انسان جب قرآن پاک کی تلاوت کرے تو ملائکہ (سکینہ والے) اتریں ان کے وجود کا احساس نظروں سے ہو جائے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے۔ چنانچہ یہاں پر آ رہا ہے یہ کہ حضرت سید بن حضیرؓ با کرامت صحابی ہیں۔ ان کی کرامتیں آتی ہیں حدیثوں میں۔ وہ پڑھ رہے تھے سورہ بقرہ اور گھوڑا ان کا بندھا ہوا تھا پاس ہی۔ لیکن اچانک گھوڑا جو تھا وہ چکر کاٹنے لگا جیسے پریشان ہو رہا ہو۔ انہوں نے سوچا کہ یہ کیا بات ہوئی ہے۔ اسے اور پڑھتے پڑھتے رک گئے تو وہ گھوڑا جو تھا وہ بھی سکون سے ہو گیا۔ جب پڑھنا شروع کیا تو وہ پھر اسی طرح گھوڑا بے چین ہونے لگا......تو وہ پھر خاموش ہو گئے۔ اذ جالت الفرس فسکت فسکنت فقرا فجالت فسکت فسکنت ثم قرا فجالت الفرس فانصرف!

یہ واقعہ بتلاتے ہیں ایسے کہ پھر پڑھا پھر اسی طرح ہوا تو پھر یہ اٹھے یا پڑھنے سے ہٹ گئے۔ پڑھنا بند کر دیا آپ نے اور قریب میں ان کے گھوڑے کے پاس ان کا بیٹا پڑا ہوا تھا۔ یحییٰ اس کا نام تھا وہ سو رہا ہو گا بظاہر۔ انہیں اندیشہ ہوا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ گھوڑا بگڑے اور اس کے کسی طرح سے چوٹ لگ جائے یا لات مار دے کچھ اور ہو جائے۔ جب اس بچے کو اٹھا کر وہ ہٹانے لگے تو آسمان کی طرف نظر پڑی ان کی تو دیکھا ایسے جیسے کوئی چیز سایہ کئے ہوئے ہوتی ہو۔ مثل الظلة! اور اس میں ایسے روشنی جیسے چراغ امثال المصابیح! تو ایسے ہو جیسے ایک بدلی ہو چھوٹی سی اس میں چراغ چمک رہے ہوں روشن۔ یہ انہوں نے دیکھا اور صبح کو پھر جناب رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا۔ کوئی اور تو یہ نہیں سمجھ سکتا تھا کہ یہ کیا چیز تھی سوائے اس کے اللہ تعالیٰ کے رسول اور اولیاء کرام وہ ایسی چیزوں اور ان کی حقیقت پوری طرح سمجھ سکیں۔ آپ نے یہ سنا تو فرمایا اقرا ابن حضیر اقرا ابن حضیر! پڑھو پڑھو۔ ابن حضیرؓ پڑھتے رہو پڑھتے رہو۔ تو عرض کرنے لگے کہ میں نے کہا اشفقت یا رسول اللہ ان تطاء حتی! مجھے تو یہ اندیشہ ہوا کہ یہ بچہ یحییٰ جو تھا یہ اس کے قریب ہی تھا اس کو وہ پاؤں سے نہ روند دے۔ پاؤں لگ جائے کھر لگ جائے تو میں تو پیچھے ہٹا اور ایسے میں نے دیکھا۔ اور میں باہر ہی رہا حتیٰ کہ یہ ہوا کہ وہ غائب ہو گئی چیز۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وتدری ماذاک! پتہ ہے کہ وہ کیا تھا؟۔انہوں نے کہا نہیں۔فرمایا تلک الملائکۃ دنت لصوتک! یہ فرشتے تھے۔تمہاری آواز کی وجہ سے قریب آئے تھے۔ولو قرات لاصبحت ینظر الناس الیھا لایتواری منھم • مشکوٰۃ شریف ج ۱ ص ۱۸٤ !اورتم پڑھتے ہی رہتے تو پھر یہ ہوجاتا کہ وہ بالکل پاس آجاتے۔تم انہیں دیکھ سکتے تھے اورتم ہی نہیں بلکہ لوگ بھی دیکھ سکتے تھے۔لایتواری منھم! تم سے وہ پوشیدہ نہ رہتے بلکہ سب کو نظر آتے۔

یہ اللہ تعالیٰ کی نظر رحمت اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے برکات اور سکینہ کا نزول ان صحابی نے اپنے آپ محسوس کیا اور اس کو دیکھا۔اگر محسوس نہ بھی ہو کسی کو تو اتنا تو محسوس ضرور ہی ہوگا کہ طبیعت میں سکون کچھ نہ کچھ آئے گا۔یہ نظر آنا تو بہت ہی بڑی بات ہے۔ایک بہت مشکل کام ہے۔عام نہیں ہے۔اور خدا کی ایک خاص قسم کی عنایت ہے کہ کسی کو نظر آجائے۔مگر جس چیز کے عام ہونے کی ضرورت ہے وہ وہی ہے کہ قلب سکون محسوس کرے۔لہٰذا یہ عام ہے۔اب جو مسلمان تلاوت کرے گا اس پر اس کے اثرات مرتب ضرور ہوں گے۔قرآن پاک کی تلاوت کا جوڑ رمضان کے مبارک ایام سے بہت زیادہ ہے۔تو اس میں جتنا وقت زیادہ صرف کیا جاسکے ذکر' تلاوت' استغفار' دعائیں اور دعائیں تو بہت زیادہ مانگی جائیں۔بہت زیادہ ضرورت ہے دعا کی سب کے لئے۔حکام کے لئے بھی مانگی جائیں۔ملک کے لئے مانگی جائیں۔جہاں اپنے لئے مانگیں اپنے حالات کے لئے مانگیں وہاں ان کے لئے کہ خدا انہیں ٹھیک کرے اور ٹھیک رکھے۔ہدایت دے۔بہتر راستوں پر چلائے۔غلط راستوں سے بچائے۔ورنہ آپ سن رہے ہیں۔دیکھ رہے ہیں کیا خراب ہوتا چلا جارہا ہے حال۔خدا کی طرف بار بار رجوع میں بہت کمی ہے۔وہ بہت زیادہ ہونا چاہئے۔ہر انسان انفرادی طور پر تو کم از کم کرے۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے اور اپنی رضا اور خیر ورحمتوں سے ہمیں دنیا اور آخرت میں نوازے۔آمین۔

---

## مسلمانوں سے اپیل!

مسلمان اپنے بچوں کو قادیانیوں اور غیر مسلموں کے سکول میں داخل نہ کرائیں۔

1......دی ٹائم پبلک سکول نزد شریف چوک ڈی ٹائپ کالونی فیصل آباد۔2......نور آمنہ ریفارمر سکول 27-X-7 مدینہ ٹاؤن فیصل آباد۔3......مانی پبلک ماڈل سکول گلی نمبر 5 مصطفیٰ آباد فیصل آباد۔

یہ تینوں سکول قادیانیوں کے ہیں جو مسلمان آبادیوں میں غیر قانونی طور پر کھولے گئے ہیں۔قادیانی سکولوں کے بورڈوں اور پراسپیکٹس پر قادیانی کا لفظ نہیں لکھا گیا جس کی وجہ سے مسلمانوں کو دھوکہ دیا جارہا ہے۔قادیانی اپنی آمدنی کا دس فیصد حصہ قادیانی جماعت چناب نگر کو چندہ دیتے ہیں جو مسلمانوں کو قادیانی بنانے پر خرچ کرتے ہیں۔لہٰذا مسلمانوں سے اپیل ہے کہ اپنے بچوں کو قادیانی سکول میں داخل نہ کرائیں۔بلکہ ان کا مکمل بائیکاٹ کیا جائے۔

مولوی فقیر محمد سیکرٹری اطلاعات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت فیصل آباد

مولانا محمد عاشق الٰہی بلند شہری

# صدقہ فطر اور اس کے فوائد!

1...... صدقہ فطر اس شخص پر واجب ہے جس پر زکوٰۃ فرض ہو یا ساڑھے باون تولہ چاندی یا اس کی قیمت اس کی ملکیت میں ہو یا اگر سونا چاندی اور نقد رقم نہ ہو اور ضرورت سے زائد سامان موجود ہو جس کی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی کی بن سکتی ہو تو اس پر بھی صدقہ فطر واجب ہے۔ زکوٰۃ فرض ہونے کے لئے یہ ضروری ہے کہ مال پر اسلامی سال گزر جائے۔ لیکن صدقہ فطر واجب ہونے کے لئے یہ شرط نہیں ہے۔ اگر رمضان کی تیس تاریخ کو کسی کے پاس مال آ گیا جس پر صدقہ فطر واجب ہو جاتا ہے تو عیدالفطر کی صبح صادق ہوتے ہی اس پر صدقہ فطر واجب ہو جاتا ہے۔

2...... صدقہ فطر ادا کرنے سے ایک حکم شرعی کے انجام دینے کا ثواب تو ملتا ہی ہے۔ اس کے ساتھ دو مزید فائدے اور ہیں۔ اول یہ کہ صدقہ فطر روزوں کو پاک صاف کرنے کا ذریعہ ہے۔ روزے کی حالت میں جو فضول باتیں زبان سے نکلیں صدقہ فطر کے ذریعے روزے ان چیزوں سے پاک ہو جاتے ہیں۔ دوسرا فائدہ یہ ہے کہ عید کے دن ناداروں اور مسکینوں کی خوراک کا انتظام ہو جاتا ہے۔ اسی لئے عید کی نماز کو جانے سے پہلے صدقہ فطر ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

3...... حضورﷺ کے زمانے میں جو اور گیہوں وغیرہ ناپ کر فروخت کیا کرتے تھے اور ان چیزوں کو تولنے کے بجائے ناپنے کا رواج تھا۔ اس زمانے میں ناپنے کا جو ایک پیمانہ تھا اسی کے حساب سے حدیث شریف میں صدقہ فطر کی مقدار بتائی ہے۔ ایک صاع کچھ اوپر ساڑھے تین سیر کا ہوتا تھا۔ ہندوستان کے بزرگوں نے جب اس کا حساب لگایا تو ایک شخص کا صدقہ فطر گیہوں کے اعتبار سے اسی کے سیر سے ایک سیر ساڑھے بارہ چھٹانک ہوا۔ عام طور سے کتابوں میں عوام کی رعایت سے یہی تول والی بات لکھی جاتی ہے۔ اگر ایک گھر میں میاں بیوی اور چند نابالغ بچے ہوں تو مرد پر اپنی طرف سے اور ہر نابالغ اولاد کی طرف سے صدقہ فطر میں فی کس ایک سیر ساڑھے بارہ چھٹانک گندم یا اس کا دوگنا جو یا چھوارے یا کشمش یا پنیر دینا واجب ہے۔ بیوی کی طرف سے مرد پر صدقہ فطر دینا واجب نہیں ہے اور ماں جتنی بھی مالدار ہے نابالغ اولاد کا صدقہ فطر اس کو ادا کرنا واجب نہیں۔ یہ صدقہ باپ پر واجب ہے۔

مسئلہ: صدقہ فطر عید کے دن کی صبح طلوع ہونے پر واجب ہوتا ہے۔

مسئلہ: صدقہ فطر عید سے پہلے ادا کیا جا سکتا ہے۔ اگر پہلے ادا نہ کیا تو عید کی نماز کے لئے جانے سے پہلے ادا کر دیا جائے۔ اگر کسی نے نماز سے پہلے یا بعد نہ دیا تو ساقط نہ ہوگا۔ اس کی ادائیگی برابر ذمہ رہے گی۔

مسئلہ: جو بچہ عیدالفطر کی صبح صادق ہو جانے کے بعد پیدا ہوا ہو اس کی طرف سے صدقہ فطر دینا واجب نہیں۔

مسئلہ: اگر کسی نابالغ کی ملکیت میں خود اپنا مال ہو جس پر صدقہ فطر واجب ہوتا ہے تو اس کا وارث اسی کے مال سے اس کا صدقہ فطر ادا کرے۔ اپنے مال سے دینا واجب نہیں۔

مسئلہ: اگر کسی بالغ مرد یا عورت نے کسی وجہ سے روزے نہ رکھے ہوں تب بھی صدقہ فطر کا نصاب ہونے پر صدقہ فطر کی ادائیگی واجب ہے۔

مسئلہ: صدقہ فطر میں جو یا گیہوں کی نقد قیمت بھی دی جا سکتی ہے۔ بلکہ اس کا دینا افضل ہے۔ اگر گیہوں اور جو کے علاوہ کسی دوسرے غلہ سے صدقہ فطر ادا کرے۔ مثلاً چنا' چاول' آٹا' جوار اور مکئی وغیرہ دینا چاہے تو اتنی مقدار میں دے کہ اس کی قیمت ایک سیر ساڑھے بارہ چھٹانک گیہوں یا اس سے دوگنے جو کی قیمت کے برابر ہو جائے۔

مسئلہ: ایک شخص کا صدقہ فطر ایک محتاج کو دے دینا یا تھوڑا تھوڑا کر کے کئی محتاجوں کو دینا دونوں صورتیں جائز ہیں اور یہ بھی جائز ہے کہ چند آدمیوں کا صدقہ فطر ایک ہی محتاج کو دے دیا جائے۔

مسئلہ: اپنی اولاد کو یا ماں باپ' نانا' نانی' دادا' دادی کو زکوٰۃ اور صدقہ فطر نہیں دے سکتا۔ البتہ دوسرے رشتہ داروں کو مثلاً بھائی' بہن' چچا' ماموں' خالہ وغیرہ کو دے سکتے ہیں۔ شوہر بیوی کو اور بیوی شوہر کو صدقہ فطر دے تو ادائیگی نہ ہوگی اور سیدوں کو بھی صدقہ فطر دینا جائز نہیں۔

فائدہ: بہت سے لوگ پیشہ ور مانگنے والوں کے ظاہری پھٹے پرانے کپڑے دیکھ کر یا کسی عورت کو بیوہ پا کر زکوٰۃ اور صدقہ فطر دے دیتے ہیں۔ حالانکہ بعض مرتبہ بیوہ عورت کے پاس بقدر نصاب زیور ہوتا ہے۔ اسی طرح روزانہ کے مانگنے والوں کے پاس اچھی خاصی مالیت ہوتی ہے۔ ایسے لوگوں کو دینے سے ادائیگی نہ ہوگی۔ زکوٰۃ اور صدقہ فطر کی رقم خوب سوچ سمجھ کر دینا لازم ہے۔

مسئلہ: جن رشتہ داروں کو زکوٰۃ اور صدقہ فطر دینا جائز ہے ان کو دینے سے دوہرا ثواب ہوتا ہے۔ کیونکہ اس میں صلہ رحمی بھی ہو جاتی ہے۔

مسئلہ: اپنے غریب نوکروں کو بھی زکوٰۃ اور صدقہ فطر دے سکتے ہیں۔ مگر ان کی تنخواہ میں لگانا درست نہیں۔

محترمہ حمیرا یاسمین

# سات ہلاک کرنے والی چیزیں!

’’بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ عن ابی ھریرۃؓ قال قال رسول اللہ ﷺ اجتنبوا السبع الموبقات ۔ قالو اماھن یارسول اللہ ؟ قال الشرک باللہ والسحر وقتل النفس التی حرم اللہ الا بالحق واکل الربا واکل مال الیتیم والتولی من الزحف وقذف المحصنات المومنات الغافلات (متفق علیہ) ‘‘

ترجمہ:...... ’’حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ سات ہلاک کرنے والی چیزوں سے بچو۔ صحابہ کرامؓ نے پوچھا کہ یارسول اللہ ﷺ وہ چیزیں کیا ہیں؟۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ:

1...... ’’الشرک باللہ ۔ ‘‘یعنی: ’’اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا۔‘‘ شرک کبیرہ گناہوں میں سب سے بڑا گناہ ہے۔ قرآن مجید میں اس کو ظلم عظیم کہا گیا اور کہا گیا کہ اس کی مغفرت نہیں ہوگی۔

2...... ’’السحر ۔ ‘‘یعنی: ’’جادو۔‘‘ جادو کرنا‘ جادو کرانا اور جادو میں تعاون کرنا سب حرام۔

3...... ’’قتل النفس التی حرم اللہ الا بالحق ۔ ‘‘یعنی: ’’جس انسان کا قتل اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے اسے ناحق قتل کرنا۔‘‘ قصاص یا حدود کے علاوہ کسی کو قتل کرنا حرام ہے۔ قتل عمد کی سزا جہنم اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی ہے۔

4...... ’’اکل الربا ۔ ‘‘یعنی: ’’سود کھانا۔‘‘ سودی کاروبار اور اس کے تمام متعلقات حرام ہیں اور سود کی کمائی کا کسی طرح کا استعمال بھی حرام ہے۔

5...... ’’اکل مال الیتیم ۔ ‘‘یعنی: ’’یتیم کا مال کھانا۔‘‘ یتیم کے مال کی نگہداشت اور حفاظت کا حکم دیا گیا ہے اور اس مال کا کھانا حرام قرار دیا ہے۔ بلکہ قرآن مجید کی رو سے یتیم کا مال کھانا گویا اپنے پیٹ میں آگ کے انگارے بھرنا ہے۔

6...... ’’التولی من الزحف ۔ ‘‘یعنی: ’’میدان جہاد سے پیٹھ پھیرنا۔‘‘ موت کے ڈر سے میدان جہاد سے پیٹھ پھیرنا اور جہاد سے منہ موڑنا حرام ہے۔

7...... ’’قذف المحصنات المومنات الغافلات ۔ ‘‘یعنی: ’’پاک دامن‘ مومنہ‘ نادان عورتوں پر تہمت لگانا بھی کبائر میں سے ہے اور حرام ہے۔

تشریح: مندرجہ بالا سب کبیرہ گناہ ہیں جن سے اجتناب ہر مسلمان پر واجب ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی

تعلیمات سے معلوم ہوتا ہے کہ صغیرہ گناہ تو اللہ تعالیٰ کسی طرح خود اپنی رحمت سے ہی معاف فرما دیتے ہیں۔ قرآن مجید میں بھی یہ مضمون موجود ہے کہ:

’’ان الحسنات یذھبن السیات ۔ ‘‘یعنی: ’’نیکیاں گناہوں کو دور کر دیتی ہیں۔‘‘

اللہ تعالیٰ نیک اعمال کو گناہوں کے دور کرنے کا ذریعہ قرار فرما دیتے ہیں۔ لیکن کبیرہ گناہ اس وقت تک معاف نہیں کئے جاتے جب تک مسلمان ان پر شرمندہ ہو کر سچے دل سے اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ نہ کر لے اور توبہ بھی ایسی کہ آئندہ اس گناہ سے بچے رہنے کا عزم بلکہ اللہ پاک سے اس کا عہد کرے اور اس کی توفیق کا سوال کرے۔

اس حدیث میں حضور نبی کریم ﷺ نے جن سات چیزوں کا ذکر کیا ہے اور انہیں انسان کے لئے انتہائی مہلک قرار دیا ہے بدقسمتی سے اس دور میں بہت سے مسلمان ان میں مبتلا ہیں اور دانستہ یا نادانستہ کبیرہ گناہوں کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ ہمیں اس حدیث کے مضمون پر اچھی طرح غور کر کے خود بھی ان کبائر سے بچنا چاہئے اور دوسرے مسلمان بہن بھائیوں کو بھی بچانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ یہی اپنے لئے‘ اپنے عزیز واقارب اور احباب کے لئے ہمدردی اور خیر خواہی کا راستہ ہے اور اسی میں ہم سب کی نجات اور کامیابی کا راز مضمر ہے۔ اللہ پاک ہم سب کو کبیرہ گناہوں سے بچنے کی اور سچی توبہ کی توفیق نصیب فرمائیں۔ آمین!

---

## مسجد بنانے کی ترغیب

حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے کہ: ’’حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے اللہ کی رضا کے لئے بٹیر کے گھونسلے کے برابر بھی مسجد بنائی اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں شاندار محل بنائے گا۔‘‘ (طبرانی‘ ابن حبان)۔

تشریح: مسجد کی تعمیر کا ثواب سن کر لوگوں کو شوق پیدا ہوا کہ ہم بھی مسجد بنائیں تو اس کے لئے ضروری ہے کہ مسجد بنانے پر ثواب تب ہی ہوگا جب اس جگہ مسجد بنائی جائے جہاں مسجد بنانے کی ضرورت ہو۔ ورنہ پہلے سے موجود مسجد کے برابر میں مسجد تعمیر کرنا یہ بے محل مصرف ہوگا۔ اس لئے مسجد ایسی جگہ بنائی جائے جہاں ضرورت ہو۔

حضرت عمرؓ کی خلافت کے زمانے میں جب ممالک فتح ہوئے اور مسجدیں بنانے کی ضرورت پیش آئی تو حضرت عمرؓ نے حکم جاری فرمایا کہ: ایک شہر میں دو مسجدیں اس طرح نہ بنائیں کہ ایک دوسرے کو نقصان پہنچے۔ یعنی دوسری مسجد اگر بنائی جائے تو اتنے فاصلے پر بنائی جائے کہ پہلی مسجد کی جماعت پر اس سے کوئی اثر نہ پڑے۔‘‘

تشریح: اس سے معلوم ہوا کہ اگر کسی شخص نے اپنی بساط کے مطابق اتنی چھوٹی سی مسجد ہی بنوا دی جیسا کہ بٹیر کا گھونسلہ تو اس کے لئے بھی جنت میں محل ہے۔ بلکہ علمائے کرام نے لکھا ہے کہ مسجد کے بنانے میں کچھ پیسے ہی دے کر کوئی شرکت کرے کہ اس حصہ میں ایک دو اینٹ ہی آتی ہو جو یقیناً بٹیر کے گھونسلے کے برابر ہوگی۔ اس پر بھی یہ فضیلت ہے۔

ادارہ

# رمضان المبارک اور عید کی فضیلت!

❁ ...... حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب ماہ شعبان کی پندرھویں شب ہو تو اس رات میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کیا کرو اور پندرھویں تاریخ کو روزہ رکھا کرو۔ بے شک اللہ تعالیٰ اس رات میں سر شام سے آسمان دنیا پر نازل ہوتا ہے اور صبح صادق تک فرماتا رہتا ہے کہ کوئی بخشش مانگنے والا ہے تو اس کو بخش دوں۔ کوئی روزی طلب کرنے والا ہے تو اس کو رزق دے دوں۔ کوئی مصیبت زدہ عافیت طلب کرنے والا ہے تو اس کو عافیت دے دوں۔ کوئی ایسا ہے کوئی ایسا ہے۔ (ابن ماجہ)

❁ ...... حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا حضور نبی کریم ﷺ نے ابن آدم کے ہر عمل کا ثواب دس گنے سے سات سو گنا تک دیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مگر روزہ میرے ہی واسطے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا۔ بندہ میرے لئے اپنی خواہشات اور اپنے کھانے کو ترک کرتا ہے۔ روزہ دار کے لئے دو موقع مسرت اور خوشی کے ہیں۔ ایک خوشی تو روزہ کھولنے کے وقت ہوتی ہے اور دوسری مسرت اپنے پروردگار سے ملاقات کرتے وقت ہوگی۔ البتہ روزہ دار کے منہ کی بو خدا تعالیٰ کی نظر میں مشک کی بو سے زیادہ بہتر ہے۔ جب تم میں سے کوئی شخص روزے سے ہو تو کوئی فحش اور بے ہودہ بات منہ سے نہ نکالے۔ اگر کوئی دوسرا آدمی روزے دار کو گالی دے یا جھگڑا کرے تو اس کے کہہ دے کہ میں روزے سے ہوں۔ (بخاری و مسلم)

❁ ...... ابن آدم کے ہر عمل پر دس گنا ثواب دیا جاتا ہے اور ثواب کی زیادتی دس گنا سے لے کر سات سو گنا تک بھی ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ روزہ اس حساب سے بالاتر ہے۔ روزہ میرے ہی لئے ہے اور میں ہی اس کا ثواب بھی دوں گا۔ روزہ دار میرے لئے کھانا چھوڑتا ہے' پینا چھوڑتا ہے' اپنی بیوی سے علیحدہ رہتا ہے اور ہر قسم کی خواہشات کو میری وجہ سے ترک کرتا ہے۔ روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ بہتر اور اچھی ہے۔ روزہ دار کو دو خوشیاں ہیں۔ ایک خوشی افطار کرتے وقت اور ایک جب اپنے رب سے ملاقات کرے گا۔ (ابن خزیمہ)

❁ ...... حضرت جابر بن عبداللہ حضور نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ روزہ ایک ڈھال ہے۔ اس ڈھال کی وجہ سے دوزخ کی آگ سے بندہ بچایا جاتا ہے۔ روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا۔ (احمد' بیہقی)

❁...... حضرت ابو ہریرہؓ حضور نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے بندوں میں سے وہ بندہ مجھ کو زیادہ محبوب اور پسندیدہ ہے جو روزہ کھولنے میں جلدی کرتا ہے۔ (احمد، ترمذی، ابن حبان)

❁...... حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ فرمایا حضور نبی کریم ﷺ نے کہ لیلۃ القدر میں حضرت جبرائیل علیہ السلام ایک فرشتوں کی جماعت کے ساتھ نازل ہوتے ہیں اور جو بندے اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول ہوتے ہیں خواہ یہ ذکر کھڑے ہو کر کرتے ہوں یا بیٹھ کر۔ ان کے لئے یہ فرشتے بخشش کی دعا کرتے ہیں۔ پھر جب ان کی عید کا دن یعنی افطار کا دن ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ بندوں کے اعمال پر فخر کا اظہار کرتے ہوئے فرشتوں سے فرماتا ہے کہ اے میرے ملائکہ جب کوئی مزدور اپنی مزدوری پوری کرلے تو اس کا بدلہ کیا ہے۔ فرشتے عرض کرتے ہیں اے ہمارے پروردگار! اس مزدور کا بدلہ یہ ہے کہ اس کی مزدوری اس کو پوری پوری دے دی جائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے میرے ملائکہ میرے غلام اور میری لونڈیوں نے اس فریضہ کو جو میں نے ان پر فرض کیا تھا ادا کر دیا۔ پھر میرا نام بلند کرتے ہوئے عید کے لئے نکلے۔ مجھ کو قسم ہے میری عزت اور جلال کی اور میرے کرم اور میری بلند شان کی بے شک میں ان کی دعا قبول کروں گا۔ پھر بندوں کو خطاب کرتے ہوئے فرماتا ہے جاؤ اپنے اپنے گھروں کو لوٹ جاؤ۔ بے شک میں نے تم سب کی مغفرت کر دی اور تمہاری خطاؤں کو نیکیوں سے بدل دیا۔ حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں لوگ عیدگاہ سے اس حال میں لوٹتے ہیں کہ وہ بخشے ہوتے ہیں۔ (بیہقی فی شعب الایمان)

❁...... حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ ارشاد فرمایا حضور نبی کریم ﷺ نے تین شخص ہیں جن کی دعا رد نہیں کی جاتی۔ ایک روزہ دار جب روزہ افطار کرے۔ دوسرے امام عادل۔ تیسرے مظلوم کی دعا۔ اللہ تعالیٰ بادلوں کے اوپر اٹھا لیتا ہے اور آسمان کے دروازے مظلوم کی دعا کے لئے کھول دیتا ہے اور فرماتا ہے مجھے اپنی عزت کی قسم تیری مدد کروں گا۔ اگرچہ یہ مدد کچھ عرصہ کے بعد ہو۔ (ترمذی)

امام عادل سے مراد وہ مسلمان بادشاہ جو انصاف کرتا ہو۔ دیر کا مطلب یہ ہے کہ مظلوم کی مدد تو ضرور ہوتی ہے۔ لیکن بعض مصالح کے اعتبار سے تاخیر ہو جاتی ہے۔

❁...... حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے فرمایا حضور نبی کریم ﷺ نے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جس شخص نے اپنے اعضاء کا روزہ نہیں رکھا تو اس کے کھانا پینا چھوڑنے کی مجھے حاجت نہیں۔ (ابونعیم)

روزہ کا اصلی مقصد یہ ہے کہ آدمی اپنے اعضاء اور جوارح کو گناہوں سے محفوظ رکھے۔

❁...... حضرت انسؓ حضور نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کراماً کاتبین! کو حکم دیتا ہے کہ میرے بندوں میں سے جو زیادہ روزے رکھنے والے ہیں ان کی کوئی خطا عصر کی نماز کے بعد نہ لکھا کرو۔

ادارہ

# زکوٰۃ وخیرات اور صدقات کے فضائل!

1...... حضرت ابو ہریرہ حضور نبی کریم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے ابن آدم تو خدا کی راہ میں خرچ کر میں تجھ پر خرچ کروں گا۔ (بخاری ومسلم)

یعنی تو خدا کی راہ میں دے گا تو خدا تجھ کو دے گا۔ دار قطنی میں اس قدر اور زیادہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا داہنا ہاتھ پر ہے۔ رات دن خرچ کرنے کے باوجود اس میں کمی نہیں ہوتی۔

2...... حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جب اللہ تعالیٰ نے زمین کو پیدا کیا تو وہ ہلنے لگی اور حرکت کرنے لگی۔ اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں کو پیدا کیا اور ان کو زمین پر رکھا تو زمین ٹھہر گئی۔ ملائکہ کو ان کے ثقل اور ان کی سختی پر تعجب ہوا۔ فرشتوں نے عرض کیا الٰہی ان پہاڑوں سے بھی کوئی چیز زیادہ سخت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہاں! لوہا ان سے زیادہ سخت ہے۔ پھر فرشتوں نے عرض کیا الٰہی لوہے سے بھی زیادہ کوئی چیز سخت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہاں! آگ۔ پھر فرشتوں نے عرض کیا اے رب آگ سے بھی زیادہ کوئی چیز سخت ہے۔ ارشاد ہوا ہاں! پانی۔ پھر فرشتوں نے عرض کیا اے پروردگار پانی سے بھی زیادہ کوئی چیز سخت ہے۔ ارشاد ہوا کہ ہوا۔ پھر فرشتوں نے عرض کیا اے پروردگار ہوا سے بھی زیادہ کوئی چیز سخت ہے۔ ارشاد ہوا کہ ہاں! ہوا سے زیادہ وہ ابن آدم ہے جو میری راہ میں صدقہ کو اس قدر چھپاتا ہے کہ سیدھے ہاتھ سے جو صدقہ دیتا ہے اس کی الٹے ہاتھ کو بھی خبر نہیں ہونے دیتا۔ (ترمذی)

یعنی ہوا سے بھی زیادہ اس قسم کا پوشیدہ صدقہ موثر اور مفید ہے۔ یا یہ مطلب ہے کہ اس فعل سے نفس جیسی سرکش چیز مغلوب ہو جاتی ہے۔

3...... حضرت ابو واقد اللیثیؓ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ ہم نے مال کو اس لئے نازل کیا ہے۔ یعنی دولت اس غرض سے پیدا کی گئی ہے کہ لوگ نماز میں اطمینان حاصل کریں اور زکوٰۃ ادا کریں۔ اگر ابن آدم کو ایک وادی بھر کر چاندی سونا دے دیا جائے تو وہ دوسرے جنگل اور وادی کی خواہش کرتا ہے اور اگر دو وادیاں دے دی جائیں تو تیسری کی خواہش کرتا ہے اور یہ چاہتا ہے کہ تیسری وادی بھی مل جائے اور ابن آدم کے پیٹ کو مٹی ہی بھر سکتی ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ ہر شخص کی جانب متوجہ ہوتا ہے جو اس سے توبہ کرے۔ (احمد، طبرانی فی الکبیر)

مقصد یہ ہے کہ مال کا اصلی منشاء تو نماز کا قیام اور زکوٰۃ کا دینا ہے۔ مگر ابن آدم کی حرص کا یہ حال ہے کہ مال کی طلب ختم نہیں ہوتی۔ اس کا پیٹ تو قبر کی مٹی ہی سے بھرا جا سکتا ہے۔ مرنے کے بعد ہی دنیا کی محبت ختم ہو سکتی ہے۔ مگر جو

بندہ خدا کی طرف رجوع کرے اور خدا اس کو نیک توفیق دے تو وہ محفوظ رہ سکتا ہے۔ وادی اس میدان کو کہتے ہیں جو پہاڑ کے نشیب میں واقع ہوتا ہے۔ ہم نے جنگل ترجمہ کردیا ہے۔

4...... حضرت ابن عمرؓ حضور نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے ابن آدم تیرے پاس اس قدر مال ہوتا ہے جو تیری ضروریات کے لئے کافی ہوسکتا ہے اور تیری حالت یہ ہے کہ تو اس قدر طلب کرتا ہے کہ جو تجھ کو سرکشی اور ہلاکت میں مبتلا کردے۔ نہ تو تو کمی پر قانع ہوتا ہے اور نہ زیادتی سے تیرا پیٹ بھرتا ہے۔ اگر تو اس حالت میں صبح کرے کہ تیرا جسم تندرست ہو اور تیری زندگی اور تیرا مذہب مامون ہو اور تیرے پاس ایک دن کا کھانے کو ہو تو دنیا کو نظر انداز کردے۔ (ابن عدی، بیہقی)

یعنی پھر دنیا کی طرف متوجہ نہ ہو۔

5...... حضرت ابن عمرؓ حضور نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اے ابن آدم دو چیزیں ہیں۔ دونوں میں سے ایک تیرے اختیار میں نہیں ہے۔ ایک تو میں نے تیرے مال میں سے تیرا حصہ اس وقت کے لئے مقرر کردیا ہے جب تیری جان تیرے حلق میں آجائے اور یہ حصہ اس لئے مقرر کیا ہے تاکہ تجھ کو پاک کردوں اور تجھ کو آراستہ کروں اور دوسرے تیری موت کے بعد میرے بندوں کی تجھ پر نماز پڑھنا۔ (ابن ماجہ)

یعنی مرتے وقت مال کے تیسرے حصہ میں وصیت کرنا۔ وصیت کا فائدہ مرنے کے بعد ہی حاصل ہوتا ہے۔ جس طرح جنازہ کی نماز کا فائدہ مرنے کے بعد حاصل ہوتا ہے۔

6...... حضرت جابرؓ حضور نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ دین ہے جس کو میں نے اپنے لئے پسند کیا ہے۔ اس دین کی صلاحیت بجز سخاوت اور حسن خلق کے نہیں ہے تم جب تک مسلمان ہو دین کا سخاوت اور حسن خلق سے اکرام کرتے رہو۔ (ابن عساکر)

یعنی دین میں یہ دونوں باتیں اہم ہیں۔

7...... حضرت ابوامامہؓ حضور نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے ابن آدم ضرورت سے زیادہ مال کو خدا کی راہ میں خرچ کردینا تیرے لئے بہتر ہے اور اس کا روک لینا تیرے لئے برا ہے اور بقدر حاجت رکھنے پر کوئی ملامت نہیں ہے اور خرچ کرنے کی ابتداء اپنے اہل وعیال سے کیا کرو اور یہ یاد رکھ کہ نیچے ہاتھ سے اوپر والا ہاتھ بہتر ہے۔ (بیہقی)

جن کا نان نفقہ اپنے ذمہ ہے وہ غیروں سے بہرحال مقدم ہیں۔ نیچا اور اونچا ہاتھ سائل اور سخی کے ہاتھ کی طرف اشارہ ہے۔

8...... اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ سخی مجھ سے اور میں سخی سے ہوں۔ (دیلمی)

9...... اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مجھ سے کون سخی ہو سکتا ہے۔ (دیلمی)

10...... اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میری راہ میں خرچ کرنے والا مجھے قرض دیتا ہے اور نماز پڑھنے والا مجھ سے سرگوشی کرتا ہے۔ (دیلمی)

یعنی نماز مناجات ہے۔

11...... حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے فرمایا حضور نبی کریم ﷺ نے کہ مجھ سے جبرائیل علیہ السلام نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے بندو! میں نے تم کو مال دیا اور تم کو مال عطا کرنے کے بعد تم سے قرض مانگا ہے۔ پس جو شخص میرے دیئے ہوئے میں سے مجھے کچھ خوشی سے دیتا ہے تو میں بہت جلد اس کی جگہ اور دے دیتا ہوں اور آئندہ کے لئے اس کے واسطے ذخیرہ بناتا ہوں اور جس شخص سے میں اس کی مرضی کے خلاف لیتا ہوں اور وہ اس پر صبر کرتا ہے اور ثواب کی امید رکھتا ہے تو میری رحمت اس کے لئے واجب ہو جاتی ہے اور اس کو ہدایت یافتہ لوگوں میں لکھ دیتا ہوں اور اس کے لئے اپنا دیدار مباح کر دیتا ہوں۔ (رافعی)

مطلب یہ ہے کہ جو اپنی خوشی سے صدقہ خیرات کرتا ہے تو اس کو قائم مقام دیا جاتا ہے اور آخرت کے لئے ثواب کو ذخیرہ بنایا جاتا ہے اور جس کو میرے حکم سے مالی نقصان پہنچ جاتا ہے اور وہ صبر کرتا ہے تو اس کو بھی اجر دیا جاتا ہے۔

12...... حضرت حسن بصریؒ سے مرسلاً روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے آدم کے بیٹے اپنا خزانہ میرے پاس امانت رکھ دے تیرے مال کو نہ آگ لگے گی نہ غرق ہوگا اور نہ چوری کیا جائے گا اور جس وقت تجھ کو اس خزانہ کی سخت ضرورت ہوگی تو تیرے سپرد کر دیا جائے گا۔ (بیہقی)

یعنی ہماری راہ میں خرچ کرنا گویا ہمارے پاس محفوظ کر دینا ہے۔ جہاں ضائع ہونے کا اندیشہ نہیں اور سب سے زیادہ ضرورت قیامت کے دن ہوگی۔ اس دن وہ خزانہ اور مال نفع دے گا۔

13...... حضرت ابو ہریرہؓ حضور نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ تم سے پہلے لوگوں میں ایک شخص تھا جو ایک پرندے کے گھونسلے میں سے اس کے بچے نکال لیا کرتا تھا۔ اس پرندے نے اللہ تعالیٰ سے شکایت کی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اگر آئندہ ایسا کرے گا تو اس کو ہلاک کر دیا جائے گا۔ چنانچہ یہ شخص سیڑھی لے کر پھر اس طائر کے بچے نکالنے جاتا تھا تو گاؤں کے سرے پر اس کو ایک سائل ملا۔ اس شخص نے اپنے کھانے میں سے اس کو ایک روٹی دے دی۔ جب اس درخت کے پاس پہنچا تو سیڑھی لگا کر بچے نکال لئے اور بچوں کے ماں باپ دیکھتے رہے۔ پھر انہوں نے عرض کیا کہ الٰہی آپ نے وعدہ فرمایا تھا کہ اس کو ہلاک کر دیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے ان پرندوں کو وحی بھیجی کیا تم کو خبر نہیں کہ میں کسی آدمی کو جو صدقہ دیتا ہے اس دن اس کو بری موت کے ساتھ ہلاک نہیں کرتا جس دن وہ صدقہ دے۔ (ابن عساکر)

یعنی صدقہ کرنے کے دن اس کو عذاب سے ہلاک نہیں کیا جاتا۔

مولانا محمد اکرم طوفانی

# دوستی...قادیانیت پھیلانے کا خطرناک ذریعہ!

آج کل اخلاق کے نام پر ملت کفر کو انتہائی پیار اور محبت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے اور پھر اپنی طرف سے من گھڑت دلائل اور من چاہی باتوں کو بہانہ بنا کر سادہ لوح مسلمانوں کو اسلام سے محروم کر دیا جاتا ہے۔ حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ: ''الکفر ملة واحدة ۰ ''تمام کافر بمقابلہ اسلام ایک جماعت ہیں۔ اب جبکہ قادیانیوں اور مرزائیوں کے کفر پر نگاہ ڈالی جاتی ہے تو تاریخ میں ان جیسا کفر و گمراہی سیدنا آدم علیہ السلام کے دور سے نظر نہیں آتا۔ گویا کہ مرزائی اپنے کفر میں بے مثال ہیں۔ سادہ لوح مسلمان خصوصاً ہمارے دور کا نوجوان طبقہ ان کے جعلی اخلاق اور پیار و محبت کے نقلی افسانوں سے متاثر ہو کر قادیانیوں کو باقی کافروں پر ترجیح دیتے ہوئے ان کے ساتھ تعلقات استوار کر لیتا ہے۔ یاد رکھئے! نوجوان نسل کے دین و ایمان کی حفاظت اور انہیں قادیانیت کی گمراہی کی یلغار سے بچانا والدین کے ذمہ فرض اور ضروری ہے۔ دنیاوی تعلیم کے حصول کے لئے اپنے بچوں کو غیر مسلموں کے سکولوں میں داخل کرانا قادیانی اور آغا خانی استاد کے حوالے اپنے معصوم بچوں کو کرنا۔ یہ طرز اپنی اولاد سے خیر خواہی کا نہیں بلکہ بدخواہی اور ظلم ہے۔ موجودہ حالات میں تعلیمی ماحول سے فائدہ اٹھا کر قادیانی ہمارے بچوں سے دوستی لگاتے ہیں اور پھر انہیں کئی قسم کے لالچ دے کر اسلام سے محروم کر کے قادیانی بنا لیتے ہیں۔ اس لئے کہ اولاد کو جس ماحول میں پہنچا دیا ہے وہ کفر کا ماحول ہے۔ اس میں جب نوجوان ڈوب جاتا ہے تو وہ شیخ سعدیؒ کے اس شعر کا مصداق بن جاتا ہے کہ:

درمیان قعر دریا تختہ بندم کردہ ای
بعد میں گوئی کہ دامن ترمکن ہوشیار باش

لکڑی کے تختے کے اوپر باندھ کر دریا کے درمیان میں ڈال دیا اور آوازیں کس رہا ہے کہ خیال کرنا۔ دامن کو تر کرنے سے ہوشیار رہنا۔ بچوں کو ماحول تو خود ایسا فراہم کرتے ہیں اور پھر امید رکھتے ہیں کہ یہ اولادیں ہماری آخرت کی بربادی کا سبب نہ بنیں۔

ایں خیال است ومحال است جنوں

علامہ فخرالدین رازیؒ نے اپنی تفسیر کبیر میں ایک واقعہ نقل کیا ہے جو قارئین کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں کہ آپ ذرا غور کریں اور سوچیں کہ ماحول کس قدر اثر انداز ہوتا ہے۔ اولاد کو جس ماحول کے حوالے کر دو گے۔ نتیجہ

بھی ایسا ہی نکلے گا۔

علامہ فخر الدین رازیؒ اپنے تفسیر کبیر میں لکھتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام کی ملاقات جب اپنے باپ حضرت یعقوب علیہ السلام سے مصر میں ہوئی تو حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ ابا جی! آپ نے میری جدائی میں رو رو کر اپنی آنکھیں بھی سفید کر لی ہیں اور میری جدائی میں چالیس سال روتے رہے۔ یہاں تک کہ بینائی چلی گئی۔ اگر دنیا میں ہماری ملاقات نہ ہوتی تو قیامت کے دن میدان حشر میں ہو جاتی۔ پھر آپ اس قدر کیوں روئے؟۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے جو جواب دیا وہ آج بھی آب زر سے لکھے جانے کے قابل ہے۔ ہر والد کو چاہئے کہ اپنی اولاد کے لئے لکھ کر اسے گھر میں ایسی جگہ لٹکائے جہاں پر چوبیس گھنٹے اس پر نظر پڑتی رہے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا کہ بیٹا! میرے پیارے یوسف! میں تیری جدائی میں نہیں رویا۔ میں نے ایک آنسو بھی تیری جدائی میں نہیں نکالا۔ میں تو اس لئے روتا رہا کہ جب تو مجھ سے جدا ہوا تھا تو تیرا بچپن تھا اور مجھے ہر وقت خطرہ لاحق رہتا تھا کہ تو کسی ایسے ماحول میں نہ چلا جائے یا کہیں ایسے اخلاق باختہ لوگوں کی صحبت میں نہ پھنس جائے جو تجھے خاندان نبوت سے دور کر دیں۔

اس لئے مکمل یقین اور دعوے سے کہا جا سکتا ہے کہ مکمل ایماندار یعنی حب فی اللہ اور بغض فی اللہ کے حامل ہر شخص کی دونوں جہانوں کی زندگی انشاء اللہ! انتہائی خوش گوار، پرسکون اور باعزت ہوگی اور تجربہ اس پر شاہد ہے۔ اسی طرح قادیانیوں اور دیگر کافروں سے خصوصاً قادیانیوں سے تعلقات رکھنے والے مسلمان اور بغض فی اللہ میں غفلت کے مرتکب حضرات قادیانیوں سے نفرت نہ کرنے والوں کی زندگی دنیا اور آخرت میں ہر لحاظ سے پر آشوب، پریشان کن اور ذلت آمیز ہوگی اور اس دور میں ہم سب کو ان دونوں اقسام کا مشاہدہ بھی ہے اور تجربہ بھی۔ اگر کسی کو کسی جگہ ہمارے اس دعوے کے خلاف نظر آئے تو یقیناً اس کی کوتاہ نظری ہے اور سراب کی طرح نظر کا دھوکہ ہے۔ اگر کوئی چاہتا ہے تو دونوں فریقوں اور دونوں طبقوں کو قریب سے دیکھ کر مشاہدہ کر لے۔ جس کو بندہ نے اس سے پہلے کئی عنوانات کے تحت صحابہ کرامؓ کی مقدس زندگی کے حالات میں ثابت کیا ہے۔ گویا کہ فارمولا یہی ہے اور محبت کے لوازمات سے اور آداب سے یہی ہے کہ:

ایک تجھ سے کیا محبت ہوگئی
ساری دنیا ہی سے وحشت ہوگئی

مطلب صرف اس قدر ہے کہ کسی سے بھی محبت کا دعویٰ اس وقت تک ثابت نہیں ہو سکتا جب تک اپنے محبوب کے لئے اس محبوب کے دشمنوں سے نفرت نہ کرو گے اور یہ بھی یاد رکھیں کہ ایمان کے بعد اور دعویٰ محبت رسول اللہ ﷺ کے بعد اللہ اور اس کے رسول کے دشمنوں سے نہ صرف نفرت کا اظہار ہو بلکہ محبت کے ثبوت کے لئے وہ نفرت نظر بھی

آئے۔ ورنہ خدا کی قسم! صرف محبت کے دعوے کرنے والوں کے سارے اعمال غارت ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کا صریح فرمان ہے کہ:

''اے ایمان والو! میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ'' ایک اور جگہ ارشاد فرمایا کہ:''ظالموں کی طرف مائل نہ ہونا۔ ورنہ تم کو آگ پکڑے گی۔''

غرضیکہ قرآن کی آیات سے ہی معلوم ہوتا ہے کہ اللہ اور نبی اکرم ﷺ کے دشمنوں سے نفرت ایمان کا حصہ ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ جب مسلمان اللہ تعالیٰ کے واسطے سب سے ناراض ہوئے تو اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوا۔ اس کی تفسیر میں حضرت شاہ عبدالقادرؒ لکھتے ہیں کہ جو دوستی نہ رکھتے اللہ تعالیٰ کے مخالف سے۔ اگرچہ باپ بیٹے ہی ہوں۔ وہی سچے ایمان والے ہیں۔ ان کو یہ درجے ملیں گے کہ اللہ تعالیٰ ان سے راضی اور یہ اللہ تعالیٰ سے راضی اور حزب اللہ بھی یہی ہیں اور فلاح بھی یہی لوگ پائیں گے۔

صحابہ کرامؓ کی نشانی یہی تھی کہ اللہ اور رسول اللہ ﷺ کے معاملہ میں کسی بھی چیز اور کسی بھی شخص کی پرواہ نہیں کرتے تھے۔ اسی سلسلہ میں حضرت ابوعبیدہؓ نے جنگ بدر میں اپنے باپ کو' حضرت مصعب بن عمیرؓ نے اپنے بھائی عبید بن عمیر کو' عمر بن خطابؓ نے اپنے ماموں کو' حضرت علیؓ حضرت حمزہؓ اور حضرت عبیدہ ابن حارثؓ نے اپنے اقارب عتبہ' شیبہ اور ولید بن عتبہ کو قتل کیا اور رئیس المنافقین کے بیٹے حضرت عبداللہؓ نے حضور ﷺ سے عرض کیا کہ مجھے اجازت دی جائے تاکہ میں اپنے باپ عبداللہ بن ابی کا سر قلم کردوں۔ لیکن آپ ﷺ نے منع فرمایا۔

غرضیکہ کوئی واقعہ تاریخ اسلام میں سچے مومن مسلمان کے حوالہ سے ایسا نہیں ملتا کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے گستاخوں سے نفرت کو ایمان کا تقاضا نہ سمجھا ہو۔ افسوس ہے کہ اس دور میں مسلمانوں کے دلوں میں محبت رسول ﷺ موجود تو ہے۔ لیکن اس پر غفلت کے پردے اس قدر چڑھ چکے ہیں کہ وہ محبت مدہم پڑ گئی ہے اور اب اس کو پھونک مارنے کی ضرورت ہے۔ جب محبت رسول ﷺ ایمان والوں کے قلوب میں چمکے گی اور غفلت کے پردے اٹھیں گے تو گستاخ رسول ﷺ کے ساتھ انشاء اللہ! نفرت کا باب بھی کھل جائے گا۔ جس کے نہ ہونے کی وجہ سے صرف محبت کے دعوے سے ایمان مکمل نہیں ہوسکتا۔

کاش! کہ ہم مسلمان اس طرف توجہ کرتے اور سوچتے کہ قادیانی اور ان کے آقا ایک ہی راستہ پر چل رہے ہیں اور مرزا غلام احمد قادیانی کو جو خالصتاً انسانیت کے چہرہ پر بدنما داغ ہے۔ تاویلوں اور بہانوں سے اس کے خیالات فاسدہ کو پھیلا رہے ہیں یا پھیلانے کا سبب بن رہے ہیں۔ اگر مسلمان تھوڑی سی توجہ بھی کریں اور قادیانیوں کی سرگرمیوں پر نگاہ رکھیں تو انشاء اللہ! قادیانیت ختم ہوسکتی ہے۔ کاش! کہ ہم مسلمان مجموعی طور پر اس مسئلے کی طرف توجہ دیتے اور قادیانیوں کا قلع قمع کرتے!!!

مندرجہ بالا تحریر سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔

سیرت المہدی حصہ سوم کے صفحہ ۲۴۳ پر یوں لکھا گیا ہے کہ:

''میرے گھر سے یعنی والدہ عزیز مظفر احمد نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود گرم پانی سے طہارت فرمایا کرتے تھے اور ٹھنڈے پانی کو استعمال نہ کرتے تھے۔ایک دن آپ نے کسی خادمہ سے فرمایا کہ آپ کے لئے پاخانہ میں لوٹا رکھ دے۔اس نے غلطی سے تیز گرم پانی کا لوٹا رکھ دیا۔جب حضرت مسیح موعود فارغ ہو کر باہر تشریف لائے تو دریافت فرمایا کہ لوٹا کس نے رکھا تھا؟۔جب بتایا گیا کہ فلاں خادمہ نے رکھا تو آپ نے اسے بلوایا اور اسے اپنا ہاتھ آگے کرنے کو کہا اور پھر اس کے ہاتھ پر اس لوٹے کا بچا ہوا پانی بہادیا.........''

یہ بھی قادیانی نبی کی کوئی اعلیٰ اخلاقی حالت ہوگی جو اس واقعہ کو ان کی سیرت پر لکھی گئی کتاب میں بیان کیا گیا ہے۔ورنہ عام حالت میں اس سے زیادہ بداخلاقی ہو ہی نہیں سکتی کہ جان بوجھ کر بطور سزا کسی خادمہ کے ہاتھ گرم پانی سے جلائے جائیں۔

مرزا غلام احمد قادیانی کی اعلیٰ طاقتوں کا اندازہ اس واقعہ سے بھی بخوبی لگایا جاسکتا ہے جو کہ سیرت المہدی حصہ دوم کے صفحہ ۴ پر درج ہے:

''خاکسار کے ماموں ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ گھر میں مرغی کے چوزہ کے ذبح کرنے کی ضرورت پیش آئی اور اس وقت گھر میں کوئی اور اس کام کو کرنے والا نہ تھا۔اس لئے حضرت صاحب اس چوزہ کو ہاتھ میں لے کر خود ذبح کرنے لگے۔مگر بجائے چوزہ کی گردن پر چھری پھیرنے کے غلطی سے اپنی انگلی کاٹ ڈالی جس سے بہت خون گیا اور آپ توبہ توبہ کرتے ہوئے چوزہ کو چھوڑ کر اٹھ کھڑے ہوئے۔پھر وہ چوزہ کسی اور نے ذبح کیا۔''

اعلیٰ طاقتیں رکھنے کے دعویدار ایک چوزہ ذبح نہیں کرسکے۔جبکہ انہی کے ایک صحابی مصنف قاضی یار محمد قادیانی اپنی کتاب اسلامی قربانی کے صفحہ ۳۴ پر لکھتے ہیں کہ:

''حضرت مرزا صاحب نے ایک موقع پر اپنی حالت یہ ظاہر فرمائی کہ کشف کی حالت آپ پر اس طرح طاری ہوئی کہ گویا آپ عورت ہیں اور اللہ تعالیٰ نے رجولیت کی طاقت کا اظہار فرمایا تھا۔سمجھنے والے کے لئے اشارہ کافی ہے۔''

اللہ تعالیٰ کی طاقتوں کا اندازہ کیا ہی نہیں جاسکتا۔یہ مرزا غلام احمد قادیانی کے حوصلے کی بات ہے اور قوت برداشت ہے(جو کہ طاقت ہی کا ایک جزو ہے) کی عظمت ہے جو اللہ تعالیٰ کی رجولیت کو برداشت کرگئے۔خاکسار اس پر کوئی تبصرہ کرنے سے قاصر ہے۔کیونکہ ہم جو پھر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی۔

مرزا غلام احمد قادیانی کے بیٹے نے کچھ ایسے واقعات بیان کئے ہیں جو کسی بھی شریف آدمی کو زیب نہیں دیتے۔مگر حیرانگی کی بات ہے کہ انہوں نے اسے ان کی سیرت کا حصہ بنا کر پیش کیا ہے۔مثلاً سیرت المہدی کے حصہ سوم کے صفحہ ۲۱۳ پر لکھتے ہیں کہ:

''رات کو سوتے وقت ان کا پہرہ صحابیوں کی بیویاں دیا کرتی تھیں جو ان کے اتنے قریب ہوتی تھیں کہ ان کے

جلتے ہونٹ بھی دیکھ سکیں۔ ان وفاداروں میں مائی فجو منشیانی اہلیہ منشی محمد دین اور اہلیہ بابو شاہ دین کے نام لئے گئے ہیں۔"

سوچنے کی بات یہ ہے کہ جب یہ عورتیں ساری ساری رات کسی غیر مرد کا پہرہ دیا کرتی تھیں تو رات بھر ان کے اپنے مرد کہاں جاتے تھے؟ اور پھر پہرہ کیا قادیانی مرد نہیں دے سکتے تھے؟۔ دعویٰ تو حقیقی اسلام کا تھا۔ مگر اسلام تو اس بات کی قطعی اجازت نہیں دیتا کہ دن کے اجالے میں بھی کوئی غیر مرد کسی عورت کے ساتھ گزارے۔ مگر یہاں تو معاملہ پوری پوری رات کا تھا۔ حیرت ہے کہ ایسی واہیات بات کو سیرت کا حصہ بنایا گیا ہے۔ شاید یہ بھی ان کا اعلیٰ اخلاق یا ان کی اعلیٰ صفات ہوں۔ جن کو لے کر وہ آنحضرتﷺ کا مقابلہ کر رہے ہیں۔

سیرت المہدی حصہ سوم کے صفحہ ۲۱۰ پر ایک اور واقعہ بیان کیا گیا ہے کہ:

"ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت ام المومنین نے ایک دن سنایا کہ حضرت صاحب کے ہاں ایک بوڑھی ملازمہ مساۃ بھانو تھی۔ وہ ایک رات جبکہ خوب سردی پڑ رہی تھی حضور کو دبانے بیٹھی۔ چونکہ وہ لحاف کے اوپر سے دباتی تھی اس لئے اسے یہ پتہ نہ چلا کہ جس چیز کو میں دبا رہی ہوں وہ حضور کی ٹانگیں نہیں ہیں۔ بلکہ پلنگ کی پٹی ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت صاحب نے کہا کہ بھانو آج بڑی سردی ہے۔ بھانو کہنے لگی جی! تدے تے تہاڈیاں لتاں لکڑی وانگوں ہویاں ہویاں نیں۔ یعنی جی ہاں! جبھی تو آج آپ کی ٹانگیں لکڑی کی طرح سخت ہو رہی ہیں۔"

مرزا بشیر احمد لکھتے ہیں کہ: "بھانو اپنے ماحول کے لحاظ سے اچھی مخلصہ اور دیندار تھی۔"

مندرجہ بالا واقعات کو دیکھ کر پتہ یہی چلتا ہے کہ بقول مرزا بشیر احمد نماز میں تکلیف دینے والا بھی مخلص تھا۔ رات کو پہرہ دینے والیاں بھی مخلصہ تھیں۔ راتوں کو ٹانگیں دبانے والی بھی مخلصہ تھی۔ مان لیا جائے کہ مندرجہ بالا واقعات سے جڑے ہوئے یہ کردار مخلص تھے تو کیا ایسی غیر اسلامی حرکات کے مرتکب ہونے والے نبی کے دعویدار غیر مخلص تھے؟۔

مرزا غلام احمد قادیانی کی اعلیٰ صفات کا کچھ ذکر سیرت المہدی حصہ دوم کے صفحہ ۱۲۶ تا ۱۲۸ میں کچھ ایسے کیا گیا ہے کہ:

"پہلے وہ غرارہ پہنا کرتے تھے۔ صدری کوٹ اور قمیص کے بٹن ہمیشہ کھلے رہا کرتے تھے۔ بٹن اپنا کاج چھوڑ کر دوسری جگہ لگے ہوتے تھے۔ جراب اس طرح پہنتے تھے کہ کبھی سرا آگے لٹکتا رہتا اور کبھی پیر کی پشت پر۔ جوتی اگر تنگ ہوتی تو اس کی ایڑی بٹھا لیتے۔ چلنے کے وقت جوتوں کی حالت کی وجہ سے ٹھپ ٹھپ کی آواز آیا کرتی۔ کنجیاں ریشمی آزار بند سے باندھ کر لٹکائے رکھتے۔ اکثر جوتے کا دایاں پاؤں بائیں میں اور بایاں دائیں میں پہنتے ہوتے۔ کھانا کھاتے تو خود کو بھی پتہ نہ چلتا کہ کیا کھا رہے ہیں۔ کپڑے رات کو اتار کر تکیے کے نیچے رکھ لیتے اور صبح وہی نچڑے ہوئے کپڑے پہن لیتے۔ کپڑے روزانہ نہ بدلا کرتے تھے۔ ایک جوتے کی ایڑی کے اندر سیاہی ڈال کر دوات بنا رکھی تھی۔"

یہ ایک حقیقت ہے کہ کسی بھی جماعت یا گروہ کو اس کے بانی کی شخصیت سے الگ کر کے دیکھنا اور پرکھنا ممکن نہیں ہوتا۔ مرزا غلام احمد قادیانی پر ایمان لانے والے اپنی آنکھوں پر بندھی عقیدت کی پٹی کھول کر ذرا غور فرمائیں کہ کیا نبیوں کے ظل اور بروز ایسے ہوتے ہیں؟۔ لاحول ولا......! اللہ تعالیٰ ناسمجھوں کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین!

بریگیڈیر(ر)شمس الحق قاضی

# پاکستان...میں قادیانیت آغاخانیت کے روپ میں!

آج کل اخباروں میں آغاخانی تعلیمی بورڈ کا اکثر تذکرہ رہتا ہے۔لیکن ''القاعدہ'' کی طرح عوام کو آغاخانی پیروکاروں کے بارے میں کماحقہ معلومات حاصل نہیں۔اس لئے پاکستان کے ہر شعبہ زندگی میں جس پر بھی امریکی حمایت یافتہ ہونے کی تہمت چسپاں ہوسکتی ہے لوگ اسے پاکستان دشمن سمجھتے ہیں اور چونکہ امریکی صدر جارج بش اور وزیرخارجہ کنڈولیزا رائس سے لے کر اکثر امریکی ادارے پاکستانی تعلیمی شعبہ کو امریکی سانچہ میں ڈھالنے کا اعلان کرچکے ہیں۔اس لئے آغاخانی تعلیمی بورڈ کے بارے میں مزید شکوک وشبہات پیدا ہوگئے ہیں۔

کافی عرصہ قبل راقم نے اخباری کالموں میں اپیل کی تھی کہ ہماری یونیورسٹیوں میں مختلف مذاہب اور اندرون ملک معروف فرقوں کے سلسلے میں جانکاری کے لئے مخصوص ڈیسک قائم کرنے چاہئیں۔واضح رہے کہ اہل مغرب کی اکثر یونیورسٹیوں میں اسلام کے لئے مخصوص چیئرز قائم ہیں۔جہاں مسلمانوں کے عقائد' عادات وروایات اور مستقبل کے پروگراموں کا لگاتار تجزیہ کیا جاتا ہے۔جس سے مغربی حکومتوں کو اسلامی دنیا کے متعلق پالیسی سازی میں مدد ملتی ہے۔دوسری طرف مسلمانوں کے پاس ایسی معلومات حاصل کرنے کے ذرائع نہیں۔اس لئے عالم اسلام اغیار کے بارے میں آج تک کوئی متفقہ پالیسی بھی مرتب نہیں کرسکا۔مختلف مذاہب اور فرقوں کے بارے میں تحقیق کا یہ مطلب نہیں کہ ہم کسی خاص مذہب یا فرقہ کی حمایت یا مخالفت کررہے ہیں۔بلکہ ہم تو محض حکومت کے لئے حقائق پر مبنی پالیسی سازی کی بنیاد فراہم کرنے پر زور دے رہے ہیں۔ورنہ یہاں راولپنڈی اسلام آباد میں ہم نے دیکھا کہ جب بھٹو صاحب نے اسمبلی میں ختم نبوت بل پیش کیا تو ممبر حضرات کی مسجدوں اور ملاؤں کی طرف دوڑیں لگ گئیں اور پھر معلوم ہوا کہ ہمارے کتب خانوں اور مدارس میں قادیانیوں کی اپنی کتابیں بھی موجود نہیں اور قادیانی حضرات کے بارے میں جوکچھ بیان ہوتا رہا ہے وہ اس کا عشرِ عشیر بھی نہیں جو قادیانیوں کی اپنی مذہبی کتابوں میں موجود ہے۔چنانچہ لازمی ہے کہ حقیقت پر مبنی اور موثر پالیسی سازی کے لئے خود اپنے بارے میں اور دوستوں ہمدردوں کے متعلق ہمارے اداروں کو صحیح معلومات حاصل ہوں۔تاکہ اپنی استعداد اور دوستوں کی صلاحیتوں کے بارے میں غلط اندازے نہ لگائے جائیں۔

جیسا کہ 1948ء میں جبکہ ہمیں اپنی مشرقی سرحدوں کی حفاظت میں بھی مشکلات پیش آرہی تھیں تو عوام کو باور کرایا گیا کہ ہم کشمیر کے راستے لال قلعہ دہلی پر جھنڈا لہرانے کے لئے جوابی حملہ کررہے تھے۔لیکن انگریز نے

سازش کرکے فائر بندی کرادی۔ اسی طرح 1971ء میں مشرقی پاکستان میں لڑائی کے دوران عوام کو ہی نہیں بلکہ فوج کو بھی امداد کی جھوٹی نوید سنا کر جنگ کو طول دیا جاتا رہا۔ حالانکہ حالات کا تقاضا یہ تھا کہ بحران کا سیاسی تصفیہ کرلیا جاتا۔ چین جیسے مخلص دوست نے بھی جنگ کی بجائے سیاسی تصفیہ کا مشورہ دیا تھا۔

جہاں تک اندرون ملک معروف حلقوں کا تعلق ہے ہمارے پالیسی سازوں کو صحیح ادراک ہونا چاہئے کہ کون سا فرقہ یا حلقہ کس حد تک ہمارے ساتھ چل سکتا ہے۔ مثلاً آزادی سے قبل انڈین اسمبلی میں اینگلو انڈین بلاک روایتی طور پر کانگریس کے مقابلہ میں مسلم لیگ کا ساتھ دیتا تھا۔ لیکن انگریز حکومت کے مقابلہ میں اینگلو انڈین بلاک ہمارا ساتھ نہیں دے سکتا۔ اس لئے قائداعظم نے ان دوستوں کو اپنی کسی تحریک میں شامل کرنے کے لئے نہ دعوت دی اور نہ ہی توقع رکھی۔ اسی طرح ہمارے قادیانی حضرات اپنی مذہبی کتابوں میں انگریز حکومت کو اپنے فرقہ کے لئے رحمت خداوندی بیان کرتے ہیں۔ اسی لئے قادیانی فرقہ نے انگریزوں سے آزادی حاصل کرنے کی تحاریک میں کوئی حصہ نہیں لیا۔ جس طرح بہت سے دینی رہنما تقسیم ہند کے خلاف تھے۔ اب میں اپنا نقطہ نظر واضح کرنے کے لئے شمالی علاقہ جات کا مختصر ذکر کروں گا۔

ضیاء الحق حکومت کے دوران راقم نے لکھا کہ بہت سی وجوہات کی بناء پر شمالی علاقہ جات موجودہ غیر یقینی صورت میں ملٹری ڈیفنس نہیں ہیں۔ اس لئے گومگو کی پالیسی کو ترک کرکے شمالی علاقہ جات کو علیحدہ صوبہ کے طور پر پاکستان میں ضم کرکے شمالی علاقہ جات کو علیحدہ صوبہ کے طور پر پاکستان میں ضم کرکے پاکستان کے ڈیفنس کا لازمی جزو بنادینا چاہئے۔ میں نے اپنا نقطہ نظر وزیر خارجہ جنرل (ر) صاحبزادہ یعقوب خان صاحب کو بھی لکھ کر بھیجا۔ جنرل صاحب فوج میں میرے مہربان کمانڈر رہ چکے تھے۔ اپنے جواب میں لکھا کہ تجویز معقول ہے۔ میں اسے اپنے ساتھیوں یعنی کیبنٹ میں پیش کروں گا۔ غالباً جنرل صاحب کی تجویز قبول کرتے ہوئے صدر ضیاء الحق صاحب نے اعلان کردیا کہ شمالی علاقہ جات متنازعہ نہیں۔ بلکہ پاکستان کا حصہ ہیں اور ان کے لئے الگ مارشل لاء زون اور انتظامیہ بھی قائم کردی۔ اس پر بھارت نے شدید احتجاج کیا اور پھر سے کنفیوژن پیدا ہوگیا۔ دریں اثناء زمینی حالات کا جائزہ لینے کے لئے راقم نے شمالی علاقہ جات کا دورہ کیا تو مجھے اپنی غلطی کا احساس ہوا۔ میں نے دیکھا کہ وہاں شدید قسم کی Polansation پیدا ہورہی ہے۔ یعنی گلگت سے ہنزہ خنجراب تک کا علاقہ عملاً اسماعیلی آغاخانیوں کے سپرد کیا جارہا ہے تو باقی ماندہ سکردو بلتستان کا علاقہ ایک دوسرے فرقہ کے تصرف میں جارہا ہے۔ مجھے اس بات پر بڑا تعجب ہوا کہ جو بات میرے جیسے عام شہری کو نظر آرہی ہے وہ ہماری مشہور زمانہ آئی ایس آئی اور دوسری ایجنسیوں کو کیوں نہیں دکھائی دیتی۔

حقیقت یہ ہے کہ ایوب خانی دور سے لے کر ہماری ایجنسیاں اہم قومی امور سے صرف نظر کرتے ہوئے

محض ڈکٹیٹروں کے دوام کے لئے ساری توانائیاں خرچ کرتی ہیں۔ چنانچہ اب جبکہ پانی سر سے اوپر ہو چکا ہے تو صدر صاحب کو بھی اعلان کرنا پڑا کہ شمالی علاقہ جات میں قیام امن کے لئے فوج نہیں استعمال کی جاسکتی۔ ظاہر ہے کہ اس اعلان سے امن کے دشمنوں کو تقویت مل گئی۔ چنانچہ ان زمینی حقائق کی بناء پر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس پرابلم کا صحیح حلیہ ہے کہ شمالی علاقہ جات کو صوبہ سرحد میں شامل کر دیا جائے۔ واضح رہے کہ انگریز فوج نے شمالی علاقہ جات فتح کر کے دشوار گزار پہاڑی علاقہ ہونے کے پیش نظر Administration ریاست کشمیر کے سپرد کر دی۔ بعد میں روس کی ہمسائیگی کی وجہ سے انگریزوں نے گلگت ایجنسی کا کنٹرول سنبھال کر گورنر سرحد کے ماتحت گلگت میں پولیٹیکل ایجنٹ مقرر کر دیا۔ 1946ء کی عبوری گورنمنٹ میں جب پنڈت نہرو وائسرائے کی کونسل کا ممبر مقرر ہوا تو اسے پولیٹیکل اور امور خارجہ کا محکمہ دیا گیا تو اس نے گورنر سرحد سے بالا بالا گلگت ایجنسی کو واپس کشمیر کے حوالہ کرنے کا حکم صادر کر دیا۔ کیونکہ ان کے مستقبل کے بارے میں کچھ عزائم ہوں گے اور مہاراجہ کشمیر ہندو تھا۔ واضح رہے کہ انگریزوں نے برصغیر میں کئی دوسرے ریاستی علاقوں پر بھی باہمی معاہدوں کی رو سے قبضہ کیا ہوا تھا۔ انہیں ریاست حیدرآباد دکن کا نہایت زرخیز اور ساحلی صوبہ برار بھی تھا۔ لیکن پنڈت نہرو نے صرف گلگت کی واپسی کا خلاف قانون حکم صادر کیا۔ جسے پی اے گلگت ایجنسی اور عوام نے ماننے سے انکار کر دیا اور مہاراجہ کی فوجوں کو شکست دے کر کشمیری گورنر بریگیڈیر گھنشارا سنگھ کو قید کر دیا تو 14 اگست 1947ء کو یوم پاکستان پر گلگت کے انگریز پولیٹیکل ایجنٹ میجر براؤن نے بذریعہ تار گورنر سرحد کو درخواست کی کہ گلگت میں نوزائیدہ حکومت کے نمائندے بھیج کر کنٹرول سنبھال لیا جائے۔ اس ساری بیک گراؤنڈ کے بیان کرنے کا مقصد قارئین کو یہ بتانا ہے کہ اگر ہماری ایجنسیاں اور تھنک ٹینک اپنے آپ کو شمالی علاقہ جات کے صحیح حالات سے باخبر رکھتے اور حالات و واقعات کا صحیح نقشہ حکومت اور عوام کو پیش کرتے تو علاقہ کو موجودہ افسوس ناک حالات سے بچایا جاسکتا تھا۔ دنیا میں کہیں بھی ملک کے اس طرح حصے بخرے کر کے اقلیتوں کے حوالے نہیں کئے جاتے۔ جس طرح شمالی علاقہ جات میں صورت حال ہے۔

قارئین کو یاد ہوگا کہ ضیاء الحق دور میں امریکیوں نے ہزار کوشش کی کہ امریکی امداد براہ راست جہادی کمانڈروں کو دی جائے۔ لیکن پاکستان نے یہ نہیں ہونے دیا۔ چنانچہ ساری امداد پاکستان کو دی جاتی اور پاکستانی حکومت اپنی صوابدید کے مطابق مجاہدین میں تقسیم کرتی تھی۔ چنانچہ اگر آغا خانی جماعت گلگت ہنزہ وغیرہ میں کوئی رفاہی کام کرنا چاہتی ہے تو مناسب یہ تھا کہ تمام تر امریکی امداد اور دوسری امداد پاکستان کو دی جاتی اور پاکستانی حکومت اپنی ترجیحات کے مطابق خرچ کرتی۔ اس کے برعکس وہاں یہ احساس نشوونما پاتا رہا کہ اگر علاقہ کی ترقی آغا خان فاؤنڈیشن نے کرنی ہے تو پھر حکومت پاکستان کے احکام و قوانین نافذ کرنے کا کیا جواز ہے اور اس کا نتیجہ قارئین نے دیکھ لیا اور یہ بات تو بارہا اخباروں میں آچکی ہے کہ آغا خانی حلقے ایک عرصہ سے امریکی امداد کے

ہمارے پاکستان میں ویٹی کن قسم کا اپنا ریاستی مرکز قائم کرنا چاہتے ہیں۔ جس طرح کی خواہش ننکانہ صاحب میں ایک امریکی نژاد سردار گنگال سنگھ ڈھلوں رکھتے ہیں۔

ننکانہ صاحب نہ صرف ضلع بن چکا ہے بلکہ واہگہ سے براہ راست رابطہ سڑک بھی بن رہی ہے۔ خدانہ کرے کبھی ننکانہ یا گلگت ویٹی کن کا ذرجہ حاصل کرسکیں۔ چنانچہ پہلے تو انہوں نے گوادر خریدنے کی کوشش کی جو کہ ملک غلام محمد اور سیاستدان وزیراعظم فیروز خان نون نے ناکام بنادی۔ تو اب ہنزہ میں اپنی اسماعیلی آغا خانی ریاست کی داغ بیل ڈالی جارہی ہے۔ چنانچہ اب ہم قارئین کی دلچسپی کے لئے مختصر الفاظ میں بیان کریں گے کہ اسماعیلی آغا خانی لوگ کون ہیں اور کیا دعوی رکھتے ہیں اور ان کے عزائم کیا ہیں؟۔

امامیہ عقیدہ کے پیروکاروں میں اسماعیلی فرقہ پانچویں امام صاحب تک تو شیعہ مسلک کے ساتھ منسلک رہا۔ لیکن چھٹی امامت میں اختلاف کی بناء پر امام موسیٰ کاظم اور امام اسماعیل کے پیروکار علیحدہ ہوگئے اور اس طرح اسماعیلی فرقہ کی ابتداء ہوئی۔ نویں صدی عیسوی کے اواخر میں اسماعیلیوں نے مصر میں اقتدار حاصل کرکے خلافت کی بنیاد رکھی۔ قاہرہ میں الازہر یونیورسٹی فاطمی دور کی تابندہ یادگار ہے۔ اسی دوران فاطمی خلافت نے سندھ میں ملتان تک سیاسی رسائی حاصل کی جس کا ذکر بعد میں آئے گا۔ گیارہویں صدی عیسوی میں فاطمی خلیفہ المستنصر باللہ کی جانشینی پر اختلاف کی بناء پر اس کا بیٹا المستعلی خلیفہ مقرر ہوا اور دوسرا بیٹا فراز نقل مکانی پر مجبور ہوکر ایران آگیا اور یہاں بدنام زمانہ حسن بن صباح کا قلعہ الموت ان کا مرکز بنا۔ آغا خانی اسماعیلی اسی نزاری شاخ سے تعلق رکھتے ہیں۔ تاریخ میں پہلی بار شیخ الجبال حسن بن صباح نے قلعہ الموت سے دنیا بھر میں Organised خوفناک خودکش دہشت گردی کو رواج دیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس زمانہ میں دنیا بھر کے حکمران الموتیوں کے نام سے لرزتے تھے اور مبینہ طور پر یورپ کے حکمران بھی جہاں کی سلامتی کے لئے الموتیوں کو خراج ادا کرتے تھے۔ برصغیر میں ملتان کے انہی نزاری اسماعیلیوں نے سلطان شہاب الدین محمد غوری کی جہلم کے قریب دھمیک کے مقام پر 602/1206ء قتل کردیا تھا۔ بالآخر 1258/654ء میں چنگیز خانی تاتاریوں نے بدنام زمانہ قلعہ الموت کی اینٹ سے اینٹ بجادی اور الموت کے آخری اسماعیلی فزاری امام رکن الدین خیر شاہ کو قتل کردیا۔ اس کے بعد بچے کھچے نزاری اسماعیلی اپنا مرکز تبدیل کرتے رہے اور اسی دوران ایران کی قاچاری حکومت کا اعتماد حاصل کرنے میں کامیاب ہوگئے۔ لیکن یہ اتحاد عارضی ثابت ہوا اور تھوڑے ہی عرصہ بعد ایرانی حکومت نزاریوں سے شاکی ہوگئی تو نزاری امام حسن علی شاہ کو جو بعد میں آغا خان اول بنا کو 1842ء میں ایران چھوڑ کر سندھ کے حکمران میر نصیر خان کے پاس پناہ گیر ہونا پڑا۔ لیکن اس سے قبل وہ افغان جنگ میں برطانوی جنرل ناٹ کے ماتحت قندھار میں خدمات انجام دینے کی وجہ سے برطانوی اعتماد حاصل کرچکا تھا۔ چنانچہ جب جنرل سر چارلس نے سندھ پر حملہ کیا تو آغا حسن علی نے میر نصیر خان کے خلاف

برطانوی پولیٹیکل ایجنٹ میجر جمیز اوٹرام کو جاسوسی امداد دی جس کی بناء پر انگریزوں نے آسانی سے حیدرآباد فتح کرلیا تو میر شیر خان نے حسن علی شاہ اسماعیلی کو سزا دینے کے لئے شبخون مار کر اسماعیلی کیمپ کو تباہ کردیا۔ جس میں 70 اسماعیلی قتل ہوئے اور خود آغا حسن علی نے شب خوابی لباس میں بھاگ کر جان بچائی۔

دوسری طرف 567/1172ء مصر میں فاطمی خلافت ختم ہوگئی اور اسماعیلی مستعلیوں کو بھی مصر چھوڑ کر یمان اور بعد میں سندھ اور جنوبی ہند میں پناہ لینی پڑی اور یہ عجوبہ روزگار ہے کہ آج مصر میں ایک بھی اسماعیلی نہیں ملتا۔ البتہ ہمارے ملتان میں بہت مختصر اقتدار کے باوجود اب بھی اکا دکا اسماعیلی شمسی کے نام سے مل جاتے ہیں۔ یہ لوگ قلعہ ملتان کے قریب واقع حضرت شمس سبزواری متوفی 1276ء کے مزار کو پیر شمس رماجی نزاری کے نام سے اپنا متبرک مقام مانتے ہیں۔ بہرحال قندھار اور حیدرآباد میں برطانوی اقتدار کی گرمجوشی سے خوشگواری کے عوض انگریز حکومت نے آغا حسن علی کو تاحیات -/3000 روپے ماہوار وظیفہ عطا کیا جو جامعہ کے آغا خانی سربراہان کو منتقل ہوتا رہا۔ چنانچہ انگریز حکومت کی نوازشات کا اعتراف کرتے ہوئے آغا خان نے فرمان جاری کیا کہ:

’’ہمارے روحانی بچوں کا مذہبی فرض ہے کہ پوری وفاداری اور پوری طاقت سے برٹش حکومت کی فرمانبرداری کریں۔‘‘

چنانچہ اب جبکہ آغا خانیوں کی وفاداری مسلمہ ہوچکی تھی تو مزید انعام کے طور پر انگریز حکومت نے بمبئی کے جج آرنلڈ کے فرمان مجریہ 1866ء کے ذریعے آغا خان کو مذہبی پیشوا مقرر کردیا اور بمبئی کے علاقہ گجرات کے تمام مسلم اوقاف املاک امام باڑے جماعت خانے مزار وغیرہ آغا خان کے نام منتقل کردیئے اور ساتھ ہی ہزہائی نس آغا خان کا خطاب بھی مرحمت فرمادیا۔ چنانچہ اب آغا خان راتوں رات دنیا کے امیر ترین افراد میں شامل ہوکر خطاب یافتہ ہزہائی نس آغا خان بن گیا تو پھر آغا خان عالمی سیاسی لیڈر بننے کے لئے خواہش مند رہے۔ چنانچہ کچھ عرصہ بعد ہندوستان میں آل انڈیا مسلم لیگ سے وابستہ رہے۔ اس سے قبل 1899ء میں انگریزوں کے ایماء پر ترکی میں خلیفہ سلطان عبدالحمید سے ملاقات کی اور فلسطین میں یہودی بستیاں آباد کرنے کی سفارش کی۔ جسے خلیفہ نے رد کردیا تو آغا خان نے بیان دیا کہ یہ سلطان کی بہت بڑی غلطی تھی۔ اس کے بعد اسماعیلیوں نے وسط ایشیاء میں برطانیہ کے لئے خفیہ خدمات سرانجام دیں۔ جن کی تفاصیل ابھی تک خفیہ رکھی جارہی ہیں۔ آغا خان لندن میں راؤنڈ ٹیبل کانفرنس میں شریک ہوئے تو پنڈت جواہر لعل نہرو نے بیان دیا کہ آغا خان سوم انگریزی حکومت کے مفادات کو بڑی گہرائی سے سمجھتے ہیں اور RTC میں مسلمانوں کی بجائے انگریزی سامراج کا ایک لائق نمائندہ تھے۔ چنانچہ ان خدمات کے عوض دوسری RTC کے بعد آغا خان نے برطانوی حکومت سے درخواست کی کہ آغا خانیوں کو انڈیا میں ایک علاقائی ریاست دے کر HH آغا خان کو بھی ہندوستانی راجاؤں میں شامل کیا جائے۔

لیکن برطانوی وزیراعظم نے درخواست مسترد کردی۔ اس کے بعد 23 جولائی 1934ء میں اس معاملہ کو برطانوی دارالعلوم میں اٹھایا گیا۔ لیکن برطانوی حکومت نے پھر درخواست مسترد کردی۔ انگریز مصنف ہنری ٹرین ول لکھتا ہے کہ اس ناکامی سے آغا خان مایوس نہیں پڑا۔ بلکہ اس نے اور مابعد کے آغا خانیوں نے گوادر' چترال' ہنزہ وغیرہ میں آغا خانی ریاست کے قیام کی کوششیں تیز کردیں اور ساتھ ہی مصنف نے بیان کیا کہ HH آغا خان نے دل وجان سے برطانیہ کی خدمت کی اور انگریز حکومت کے ساتھ روحانی تعلق کی بناء پر کبھی برطانوی مفاد کے خلاف ایک لفظ بھی نہیں کہا۔ چنانچہ وقت گزرنے کے ساتھ آغا خانیوں پر انگریزوں کی نوازشات بڑھتی گئیں اور آغا خانی فرقہ یہودیوں کی طرح ایک متمول بین الاقوامی کمیونٹی بن گیا جس کے لیڈر کو سونے اور ہیروں میں تولا جاتا رہا۔

واضح رہے تول میں لگایا گیا سونا آغا خان کی نذر ہوگیا تھا۔ جبکہ تولنے کے لئے ہیرے کرایہ پر لائے گئے تھے۔ بہرحال آغا خانیوں پر مغربی ممالک کی اور خصوصاً امریکہ کی نوازشات اب بھی جاری ہیں۔ پچھلے ہفتہ راقم کی ایک پاکستانی سے ملاقات ہوئی جو کابل میں پولٹری سپلائی کا کام کرتے ہیں۔ ان کے قول کے مطابق افغانستان میں Big Business اور بڑے بڑے ٹھیکے تو سب آغا خانیوں کو دے دیئے گئے ہیں۔ جبکہ پاکستانی شمولیت صرف لیبر اور چھوٹے موٹے کاروبار تک محدود ہے۔ گویا امریکن بوٹ تو پاکستان کے لئے ہیں۔ جبکہ دولت ساری آغا خانیوں میں بانٹی جارہی ہے۔

اب ہم آخر میں قارئین کی دلچسپی کے لئے مختصراً آغا خانی عقائد کا ذکر کرتے ہیں۔ تاکہ کچھ غلط فہمیاں دور ہوسکیں۔ چونکہ ہندوستان میں اسماعیلی فرقہ کی بنیاد بمبئی کے جج آرنلڈ نے آغا خان کو مذہبی پیشوا ڈیکلئر کرکے کی تھی۔ اس لئے قدرتی طور پر آغا خانی مرکز جنوبی ہند کے علاقہ گجرات میں قائم ہوا اور آغا خان نے گجراتی زبان اور رسم الخط ہی کو اپنی مذہبی رسومات کی ادائیگی کے لئے مذہبی تقدس عطا کیا۔ چنانچہ اکثر اسماعیلی دعائیں اور گنان (مذہبی گیت) مل کر گجراتی زبان ہی میں پڑھی جاتی ہیں۔ بلکہ ایک وقت میں لاک شام میں بھی اسماعیلی جماعت کو عربی کی بجائے گجراتی میں دعائیں پڑھنے کا حکم دیا گیا تھا۔ اسی طرح اسماعیلی مذہبی تقرر مثلاً مکھی یعنی منیجر اور کامڑیا یعنی منشی یا محرر وغیرہ بھی گجراتی زبان میں ہی نافذ کی جاتی ہیں۔ اسماعیلی سلام' یاعلی مدد اور جواب مولا علی مدد ہے۔ عبادات کے لئے مسجدوں کے بجائے جماعت خانے قائم ہیں۔ جہاں دن میں تین بار گجراتی میں دعا پڑھی جاتی ہے۔ وضو اور نماز کا کوئی تصور نہیں۔ عبادات میں قبلہ رو ہونے کا کوئی تصور نہیں۔ جبکہ دعا میں حاضر امام یعنی آغا خان کی تصویر کے آگے سجدہ کرنا لازمی ہوتا ہے۔ روزہ پہلے فرض نہیں اور اگر رکھا جائے تو کھانے پینے سے نہیں ٹوٹتا۔ بلکہ صرف آنکھ' کان اور زبان کا روزہ سوا پہر یعنی صبح دس بجے تک کا خیالاتی روزہ ہوتا ہے۔ زکوٰۃ کی بجائے آغا خان کو دسوند یعنی آمدن کا آٹھواں یا دسواں حصہ دینا لازمی ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ کثرت عبادات غیر حاضری یا دوسری غلطیاں اور گناہ بخشوانے کے ریٹ مقرر ہیں۔ جن کی ادائیگی پر ہفتہ وار' ماہوار' سالانہ یا زندگی بھر کے گناہ بخشوائے جاسکتے

ہیں۔ معافی خریدنے کی مقررہ فیس ادا کرنے کے بعد بھی یعنی نیجر دم کیا ہوا تبرک پانی کا چھینٹا دے کر گناہوں کو دھوڈالتا ہے۔ قرآن شریف کی بجائے حاضر امام کو بولتا قرآن کہا جاتا ہے۔ حج اور مکہ مدینہ کی زیارت کی بجائے حاضر امام کے دیدار کو حج قرار دیا گیا ہے۔ جہاد کا تصور سرے سے ہے ہی نہیں۔ آغا خانی عبادات ورسومات کا یہ مختصر سا بیان ہم نے اسماعیلی فراعین اور کتابوں سے حاصل کیا ہے۔ ہوسکتا ہے مختلف مقامات پر کچھ اختلاف ہو۔ البتہ یہ مختصر ذکر صرف قارئین کی دلچسپی کے لئے کیا گیا ہے۔ اس سے کسی سے مخالفت یا موافقت مقصود نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہر فرقہ کا راستہ ہم خوشنما بنا کر دکھاتے ہیں اور آخرت میں سزا و جزا کا فیصلہ بھی ہم خود ہی کریں گے۔ البتہ جو کچھ ہم نے لکھا ہے وہ اس کا عشر عشیر بھی نہیں جو آغا خانی مذہبی کتابوں اور صحیفوں میں لکھا ہے۔

بہرحال اس مختصر بیان سے قارئین خود اندازہ لگا سکتے ہیں کہ آغا خانی کس حد تک مسلمانوں کے ہمدرد ہوسکتے ہیں۔ اب جبکہ ہماری مرکزی حکومت نے آئندہ نسل کی تعلیم و تربیت آغا خانی فاؤنڈیشن کے سپرد کردینے کا فیصلہ کرلیا ہے تو قارئین خود ہی اندازہ لگالیں کہ ہمارے گھروں میں کس قسم کا روشن خیال انقلاب برپا ہونے والا ہے۔ جب سے عالم اسلام اقتدار سے محروم ہوا ہے مغربی دانشور بڑے دلچسپ نقطے نکالتے رہتے ہیں۔ مثلاً چند برس پہلے راقم لندن میں مقیم تھا تو سنڈے ٹائم میں ایک انگریز دانشور نے بڑے لمبے چوڑے مضمون میں واضح کیا کہ:

مسلمانوں کے زوال کا سبب پورنوگرافی پر کھلے بندوں اظہار خیال پر پابندی کی وجہ سے ہے۔ اب ان نام نہاد دانشور صاحب کو یہ بھی معلوم نہ تھا کہ مغلیہ سلطنت کے زوال کے وقت اور مابعد بھی لکھنؤ کے معاشرہ اور لٹریچر میں جو کھلی پورنوگرافی اور فحاشی رائج تھی اور جس کی ایک جھلک امراؤ جان ادا کی آپ بیتی میں دیکھی جاسکتی ہے۔ اس لحاظ سے تو لکھنؤ اپنے وقت کی پورنوگرافی کا امام تھا تو پھر عالم اسلام کو لکھنؤ سے شروع کر کے اب تک امریکہ سے بھی بڑی سپر پاور ہونا چاہئے تھا اور چنانچہ ابھی ترقی کی دوڑ کی ایک جھلک اب آغا خانی بورڈ کے زیر اہتمام نصاب میں شامل سعادت حسن منٹو قسم کی پورنو شاہکار سٹوری ''کھول دو'' میں دیکھی جاچکی ہے اور پھر سکولوں اور کالجوں میں جس قسم کے جنسیت زدہ سوالنامے...... (تفصیل کے لئے دیکھیں ماہنامہ آئین لاہور مئی 2005ء صفحہ 200-201)...... کیے گئے۔ بلکہ اب بھی تقسیم کیے جارہے ہیں۔ اس سے تو ثابت ہوتا ہے کہ اب ہم ترقی اور روشن خیالی کی دوڑ میں جٹ سپیڈ سے شامل ہورہے ہیں۔

البتہ حکومت نے ابھی تک یہ واضح نہیں کیا کہ ہمارے نصاب اور امتحانی نظام میں کیا خرابی ہے جسے ہم خود دور نہیں کرسکتے اور جس کے لئے آغا خان بورڈ کو درخواست کرنی پڑی ہے کہ وہ از راہ کرم اس کا مداوا کریں اور چونکہ عوام کو اس بات میں پوری معلومات حاصل نہیں۔ اس لئے ملک میں کئی قسم کی چہ مگوئیاں ہورہی ہیں۔ اب حال ہی میں ماہنامہ خیر البشر لاہور نے جناب سلیم منصور خالد صاحب کا آغا خان بورڈ کے بارے میں بڑا تفصیلی مضمون چھاپا ہے۔ ہم قارئین سے سفارش کریں گے کہ اس سلسلہ میں ہماری جانکاری حاصل کرنے کے لئے جناب سلیم منصور صاحب کا مضمون پڑھیں۔ (روزنامہ نوائے وقت ملتان 28 جون 2005ء)

برس کا یا ستر ہویں برس میں تھا۔'' (کتاب البریہ مندرجہ روحانی خزائن ج ۱۳ص ۱۷۷)

مرزا غلام احمد قادیانی کی یہ تحریر ۱۸۹۸ء کی ہے اور یہی تحریر اخبار بدر ۱۹۰۴ء اور ریویو آف ریلیجز ۱۹۰۶ء میں بھی شائع کی گئی۔ یعنی پورے نو سال تک مرزا قادیانی بلکہ اس کی امت کے لوگ بھی اس پر متفق نظر آتے ہیں کہ مرزا قادیانی کی پیدائش ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں ہوئی ہے۔

لیکن مرزا غلام احمد قادیانی کی ان تصریحات کے باوجود مرزا قادیانی کے بیٹے مرزا بشیر احمد ایم اے نے مرزا قادیانی کی تحریرات کو مسترد کرتے ہوئے چونتیس سال بعد ۱۹۳۱ء میں مرزا غلام احمد قادیانی کی سوانح ''سیرت المہدی'' مرتب کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

''حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی تاریخ پیدائش کے متعلق اختلاف ہے خود آپ کی اپنی تحریرات بھی اس بارے میں مختلف ہیں۔ دراصل سکھوں کا زمانہ تھا اور پیدائش کا کوئی ریکارڈ نہیں رکھا جاتا تھا۔ حضرت مسیح موعود نے بعض جگہ ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء بیان کیا ہے۔ مگر آپ کی اپنی ہی دوسری تحریرات سے اس کی تردید ہوتی ہے۔ درحقیقت آپ نے خود اپنی عمر کے متعلق اپنے اندازوں کو غیر یقینی قرار دیا ہے اور صحیح تاریخ ۱۸۳۶ء معلوم ہوتی ہے۔'' (سیرت المہدی ج ا ص ۳۸)

اور ۱۹۱۴ء میں جب قادیانی جماعت دو گروپ میں تقسیم ہوگئی اور لاہوری گروپ کا وجود عمل میں آیا تو لاہوری گروپ کے مورخ بشارت احمد لاہوری نے بانی تحریک کی تحریر کے بیالیس سال بعد ۱۹۳۹ء میں مرزا قادیانی کی سوانح ''مجدد اعظم'' میں لکھا کہ:

''حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کی سن ولادت کے متعلق کوئی تحریری یادداشت تو ہمارے ہاتھ میں نہیں۔ اس لئے اس امر میں اختلاف ہونا لازمی امر تھا۔ مگر تحقیقات سے سن ولادت ۱۸۳۵ء صحیح معلوم ہوتا ہے۔ یہ سچ ہے کہ آپ نے اپنی کتاب البریہ میں اپنی پیدائش کا سن ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء لکھا ہے۔ لیکن ظاہر ہے کہ آپ نے کسی تحریری یادداشت کی بناء پر نہیں لکھا ہے۔ بلکہ محض تخمینہ یا اندازہ سے قیاس کرکے ایسا لکھ دیا ہے۔ اسی لئے کوئی سن متعین نہیں کیا۔'' (مجدد اعظم ج اص ۱۶)

مرزا غلام احمد قادیانی کے اپنے قول کے مطابق اس کی پیدائش ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں ہوئی ہے۔ لیکن مرزا قادیانی کے مرزائی سوانح نگاروں نے اس سلسلے میں مرزا قادیانی کی تحریروں کو باہمی اختلاف وتضاد تخمین وظن اور قیاس پر مبنی مان کر ان کو مسترد کر دیا ہے اور اپنی نئی نئی تحقیقات کی بناء پر ۱۸۳۵ء، ۱۸۳۶ء کو ولادت کا سن متعین کیا ہے۔

لیکن اس موقعہ پر مرزائیوں کے لئے ایک بات ضرور غور طلب ہے کہ مرزائیوں کا مرزا قادیانی کی ہی لکھی ہوئی تاریخ ولادت میں اختلاف کرنا اور نت نئی تحقیقات پیش کرنا خود مرزا قادیانی کے جھوٹے ہونے کی دلیل بنتی ہے۔

## اختلاف پیدا کرنے کی بنیادی وجہ

مرزا غلام احمد قادیانی کے سوانح نگاروں نے مرزا قادیانی کی لکھی ہوئی تحریروں کو جو مسترد کیا ہے۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی عمر سے متعلق ایک پیشگوئی کی تھی جو درج ذیل ہے:

''خدا تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ میری پیشگوئی سے صرف اس زمانہ کے لوگ ہی فائدہ نہ اٹھائیں۔ بلکہ بعض پیشگوئیاں ایسی ہوں کہ آئندہ زمانہ کے لوگوں کے لئے ایک عظیم الشان نشان ہوں۔ جیسا کہ براہین احمدیہ وغیرہ کتابوں کی پیشگوئیاں کہ میں تجھے اسی (۸۰) برس یا چند سال زیادہ یا اس سے کچھ کم عمر دوں گا اور مخالفوں کے ہر ایک الزام سے تجھے بری کردوں گا۔'' (تریاق القلوب مندرجہ روحانی خزائن ج ۱۵ ص ۱۵۲)

اس نامعقول اور مجہول پیشگوئی پر غور کرنے سے پہلے یہ بات ضرور دھیان میں رکھیں کہ مرزا قادیانی کی موت بمرض ہیضہ ۱۹۰۸ء میں ہوئی اور اس حساب سے مرزا قادیانی کی کل عمر زیادہ سے زیادہ ۶۹ برس کی ہوئی ہے۔ ۸۰ برس کسی بھی صورت میں نہیں ہوئی۔ جیسا کہ مرزا قادیانی نے پیشگوئی کی تھی۔ تو مرزا قادیانی کی اس بے وقت موت اور پیشگوئی کے صاف جھوٹا ہونے سے پوری مرزائیت بے چین ہونے لگی اور انہیں یہ فکر دامن گیر ہوئی کہ جیسے بھی ہوسکے مرزا قادیانی کی اس پیشگوئی کو سچا ثابت کیا جائے۔ چنانچہ اس کے لئے مرزائیوں نے خود مرزا قادیانی کی لکھی ہوئی دستاویزوں کو بھی جھٹلا دیا اور اپنی نئی تحقیقات پیش کرنے میں مصروف ہوگئے۔ کیونکہ اگر مرزا قادیانی کی بیان کردہ تاریخ پیدائش کو سچ مانا جائے تو مرزا قادیانی کی پیشگوئی کھلا جھوٹ ہے اور اگر پیشگوئی سچ مان لی جائے تو مرزا قادیانی کی بیان کردہ تاریخ پیدائش صریح جھوٹ ہے۔

لہٰذا اب مرزائیوں کے پاس صرف دو راستے ہیں:

۱...... مرزا غلام احمد قادیانی کی بیان کردہ تاریخ پیدائش کو سچ مان لیں تو اس کی پیشگوئی کی روشنی میں مرزا قادیانی کو جھوٹا ماننا پڑے گا۔

۲...... اور اگر مرزا غلام احمد قادیانی کی پیشگوئی کو سچ مان لیں تو اس کی بیان کردہ تاریخ پیدائش میں مرزا قادیانی کو جھوٹا ماننا پڑے گا۔

مرزائیوں نے اس موقعہ پر مرزا قادیانی کی بیان کردہ پیشگوئی کو سچ ثابت کرنے کے لئے اس کی لکھی ہوئی تاریخ پیدائش کو مسترد کر دیا ہے۔ لیکن قارئین کرام! ہم اپنی تحقیقات سے یہ بات ثابت کردیں گے کہ مرزا قادیانی کی بیان کردہ تاریخ پیدائش ہی صحیح اور درست ہے۔ ملاحظہ ہوں شواہد:

مرزا غلام احمد قادیانی اپنی کتاب کتاب البریہ میں اپنی سوانح اور مقاصد بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ:

۱...... خدا تعالیٰ نے چودہویں صدی کے سر پر لوگوں کی اصلاح کے لئے مسیح موعود کے نام پر مجھے بھیجا

ہے اور مجھے آسمانی نشان دیئے ہیں اور میں مناسب دیکھتا ہوں کہ اس کتاب میں بھی کچھ اپنی سوانح لکھ دوں۔ شاید کوئی طالب حق ان میں غور کر کے کچھ فائدہ اٹھائے۔ (۲) اور اتفاق حسنہ سے ان دنوں میں ایک صاحب حاجی محمد اسماعیل خان نامی رئیس دتاولی نے مجھ سے بذریعہ خط درخواست کی کہ تا میں ان کی ایک نوتالیف کتاب میں درج ہونے کے لئے مختصر طور پر اپنی سوانح لکھ دوں۔ اور میں اس میں اپنا دعویٰ اور دلائل بھی بیان کر دوں اور ان کی کتاب میں شائع ہونے کے لئے کچھ حالات تحریر کروں۔ (۳) میں بقدر کفایت تفصیل کے ساتھ اس مضمون کو لکھنا چاہتا ہوں اور (۴) میں امید رکھتا ہوں کہ خان صاحب موصوف میری چند روزہ محنت اور تکلیف کشی کا لحاظ فرما کر بنظر قدرشناسی اس کے تمام وکمال درج کرنے سے دریغ نہیں فرمائیں گے۔ سوانح نویسی سے اصل مطلب تو یہ ہے کہ تا اس زمانے کے لوگ یا آنے والی نسلیں ان لوگوں کے واقعات زندگی پر غور کر کے...... قابل تعریف ترقی اپنے لئے حاصل کریں...... تا اس کو حمایت قوم میں مخالفین کے سامنے پیش کر سکیں...... تب اگر ایسا اتفاق ہو کہ سوانح نگار نے نہایت اجمال پر کفایت کی ہو اور لائف کے نقشہ کو صفائی سے نہ دکھلایا ہو تو یہ شخص نہایت ملول خاطر اور منقبض ہو جاتا ہے اور بسا اوقات اپنے دل میں ایسے سوانح نگار پر اعتراض بھی کرتا ہے اور درحقیقت وہ اس اعتراض کا حق بھی رکھتا ہے...... اس لئے ان بزرگوں کا یہ فرض ہے جو سوانح نویسی کے لئے قلم اٹھائیں کہ اپنی کتاب کو مفید عام اور ہردل عزیز، مقبول عام بنانے کے لئے نامور انسانوں کے سوانح کو صبر اور فراخ حوصلگی کے ساتھ اس قدر بسط سے لکھیں۔

(کتاب البریہ مندرجہ روحانی خزائن ج۱۳ص۱۵۷)

قارئین کرام! اب آپ مرزا غلام احمد قادیانی کی مندرجہ بالا عبارت پر ہماری گرفت ملاحظہ فرمائیں۔ آسانی سے بات سمجھنے کے لئے ہم نے عبارت بالا پر ترتیب وار نمبر بھی ڈال دیئے ہیں۔

چنانچہ عبارت نمبر۱:...... میں مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کر کے لوگوں کی اصلاح اور فائدے کے لئے اپنی سوانح لکھنے کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ:

’’خدا تعالیٰ نے چودھویں صدی کے سر پر لوگوں کی اصلاح کے لئے مسیح موعود کے نام پر مجھے بھیجا ہے اور مجھے آسمانی نشان دیئے ہیں اور میں مناسب دیکھتا ہوں کہ اس کتاب میں بھی کچھ اپنی سوانح لکھ دوں۔ شاید کوئی طالب حق ان میں غور کر کے کچھ فائدہ اٹھائے۔‘‘

ناظرین! غور فرمائیں کہ مرزا قادیانی اپنے آپ کو مسیح بتلا کر لوگوں کی اصلاح کے لئے اپنی سوانح لکھ رہا ہے۔ ظاہری سی بات ہے کہ نفع نقصان، صلاح و اصلاح، یہ سب وہ امور ہیں جو ہمیشہ حقیقت کے ساتھ منسلک ہوتے ہیں اور جہاں حقیقت ہی نہ ہو، محض تخمین اور ظن ہو وہاں نفع نقصان کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ لہٰذا اس صورت حال میں مرزا قادیانی پر تخمین ظن اور قیاس آرائی کا الزام کیسے درست ہوسکتا ہے۔ مرزائی امت کی جانب سے اپنے نبی

مرزا قادیانی پر یہ الزام تو ایک درجہ اوراسے بدتر ثابت کرتا ہے۔

نمبر۲:...... میں مرزا قادیانی اپنی سوانح نویسی کا سبب اور اس کی اہمیت بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ:

''اتفاق حسنہ سے ان دنوں میں ایک حاجی صاحب محمد اسماعیل خان نام رئیس دتاولی نے مجھ سے بذریعہ خط درخواست کی کہ تا میں ان کی نوتالیف کتاب میں درج ہونے کے لئے مختصر طور پر اپنی سوانح لکھ دوں اور میں اس میں اپنا دعویٰ اور دلائل بھی بیان کردوں۔''

قارئین کرام! توجہ طلب بات ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی اپنی سوانح ایک مرید خاص' صاحب مرتبت حاجی محمد اسماعیل خان صاحب کی درخواست پر لکھ رہا ہے اور یہ تحریر اس قدر اہم ہے کہ اس میں مرزا قادیانی اپنی تحریک کے اہم اور بنیادی دعاوی اوران کے دلائل بیان کررہا ہے اور یہی تحریر منظر عام پر آرہی ہے اور یہی تحریر جو مرزائیت کے مستقبل کا فیصلہ بھی کرے گی اس تحریر سے یا تو مرزائیت کی خوب اشاعت وترویج ہوگی یا پھر یہی تحریر مرزائیت کو زوال پذیر بنادے گی۔ اب آپ خود ہی فیصلہ فرمائیں کہ کیا ایسے اہم مواقع پر محض تخمین' ظن اور قیاس آرائی کرکے تحریر لکھی جائے گی۔ یا ایک ایک حرف پر کئی کئی مرتبہ غوروخوض کرکے لکھا جائے گا؟۔ مگر حیرت ہوتی ہے مرزائیوں کی عقل پر کہ وہ اس صورت میں بھی مرزا قادیانی پر تخمین ظن اور قیاس کا الزام لاتے ہیں اور خود بخود نتیجہ یہ سامنے آتا ہے کہ پوری مرزائیت کو ہی غیر معتبر اور ناقابل اعتماد سمجھا جائے۔ کیونکہ مرزائیت کے بنیادی دعاوی بھی محض ظن قیاس اور تخمین پر مبنی ہیں۔

نمبر۳:...... میں مرزا قادیانی اپنی سوانح کی کیفیت بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ:

''میں بقدر کفایت تفصیل کے ساتھ اس مضمون کو لکھنا چاہتا ہوں۔''

کیا محض چند فرضی قصے اور سنی سنائی باتیں لکھنے سے تفصیل مضمون لکھنے کا وعدہ پورا ہوجاتا ہے؟۔ ہرگز نہیں۔ تفصیل کے ساتھ تو وہ بات لکھی جاتی ہے جو تحقیقی ہو اور عوام وخواص کے لئے مفید بھی ہو۔ لہٰذا ایسی باتوں کو ظن وتخمینہ قرار دینا چہ معنی دارد؟۔

نمبر۴:...... میں مرزا قادیانی اپنی سوانح کی اہمیت محسوس کرکے حاجی محمد اسماعیل خان سے درخواست کرکے لکھتا ہے کہ:

''میں امید رکھتا ہوں کہ خان صاحب موصوف میری چند روزہ محنت اور تکلیف کشی کا لحاظ فرماکر بنظر قدر شناسی اس کے تمام وکمال درج کرنے سے دریغ نہیں فرمائیں گے۔ سوانح نویسی سے اصل مطلب تو یہ ہوتا ہے کہ تا اس زمانے کے لوگ یا آنے والی نسلیں ان لوگوں کے واقعات زندگی پر غور کرکے قابل تعریف ترقی کا اپنے لئے حاصل کریں۔ تا اس کو حمایت قوم میں مخالفین کے سامنے پیش کرسکیں۔''

قارئین کرام! مرزا قادیانی اپنی سوانح کی اہمیت محسوس کرتے ہوئے حاجی محمد اسماعیل خان صاحب سے کس قدر منت سماجت کررہا ہے کہ میری اس تحریر کو من وعن' تمام وکمال' بغیر کمی وزیادتی شائع کیا جائے۔ یہ سوانح نہ صرف موجودہ دور کے لوگوں بلکہ آئندہ آنے والی نسلوں کے لئے بھی ترقی کا زینہ ہے۔ یہ سوانح مخالفین کے خلاف ایک دلیل اور حجت ہے۔ لیکن اس کے باوجود مرزائیوں کا یہ حال ہے کہ مرزا قادیانی پر ڈھونگی ہونے کا الزام لاتے ہیں کہ یہ تحریر تو صرف ظنی اور قیاسی ہے۔ حقیقت کے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں۔ مرزا قادیانی خواہ مخواہ اس کی اہمیت جتلا رہا ہے۔ لیکن انصاف کی نظر سے دیکھا جائے تو بظاہر یہی محسوس ہورہا ہے کہ مرزا قادیانی ہوش وحواس میں پوری تحقیق کے ساتھ یہ مضمون لکھ رہا ہے اور جو کچھ لکھ رہا ہے وہ صحیح اور درست ہی لکھا ہوگا۔ تاکہ: ''آئندہ امت مسلمہ گمراہ نہ ہو اور آج بھی محمد عربی ﷺ کی امت مرزا قادیانی کی اس تحریر سے فائدہ اٹھارہی ہے اور مرزا قادیانی کو اسی کی تحریر کی روشنی میں جھوٹا یقین کرتی ہے۔ مگر حیرت ہے ان لوگوں پر جو رشد وہدایت کی راہ چھوڑ کر گمراہی وضلالت میں ہی گھسے جارہے ہیں۔''

نمبر۵:...... میں مرزا قادیانی ناصحانہ انداز میں تمام سوانح نگاروں سے مخاطب ہوکر کہہ رہا ہے کہ: ''اس لئے ان بزرگوں کا یہ فرض ہے جو سوانح نویسی کے لئے قلم اٹھائیں کہ اپنی کتاب کو مفید عام اور ہر دل عزیز مقبول عام بنانے کے لئے نامور انسانوں کے سوانح کو صبر اور فراخ حوصلگی کے ساتھ اس قدر بسط سے لکھیں۔''

قابل غور بات ہے کہ مرزا قادیانی سوانح نگاروں سے مخاطب ہے کہ جب بھی نامور انسانوں کی سوانح نویسی کے لئے قلم اٹھائیں تو صبر اور فراخ حوصلگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ان کی زندگی کے ہر گوشہ کو خوب خوب واضح کردیں اور کیا خود مرزا قادیانی اپنے بارے میں چند فرضی قصے لکھ کر اپنے آپ کو اس ذمہ داری سے سبکدوش کرسکتا ہے۔ اس لئے حقیقت یہی ہے کہ مرزا قادیانی نے اپنی تاریخ پیدائش کے بارے میں جو کچھ لکھا ہے وہی صحیح اور درست ہے اور مرزائیوں کا مرزا قادیانی پر تخمین ظن اور قیاس آرائی کا الزام لگانا بے اصل اور بے بنیاد ہے۔ طوالت کی بناء پر ہم اتنے ہی دلائل پر اکتفا کرتے ہیں۔ ورنہ ہمارے پاس بیسیوں ایسے ناقابل تردید دلائل موجود ہیں جو اس بات کو ثابت کرتے ہیں کہ مرزا قادیانی کی اپنی لکھی ہوئی تاریخ پیدائش ہی صحیح اور درست ہے۔

اب جبکہ یہ بات دلائل سے ثابت ہوچکی ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی لکھی ہوئی تاریخ پیدائش ہی صحیح اور درست ہے تو لازماً یہ بات بھی ثابت ہوجاتی ہے کہ مرزا قادیانی نے اپنی عمر کے متعلق جو پیشگوئی کی تھی وہ صریح جھوٹ نکلی۔ کیونکہ مرزا قادیانی کی کل عمر زیادہ سے زیادہ ۶۹ سال کی ہوئی۔ ۸۰ سال کسی بھی صورت میں نہیں ہوئی اور جب پیشگوئی جھوٹ ثابت ہوگئی تو پوری مرزائیت کا گمراہ ہونا بھی ثابت ہوگیا۔ کیونکہ مرزا قادیانی خود اپنی کتاب آئینہ اسلام میں لکھتا ہے کہ: ''بدخیال لوگوں کو واضح ہو کہ ہمارا صدق وکذب جانچنے کے لئے ہماری پیشگوئی سے بڑھ کر کوئی محک امتحان نہیں۔'' (آئینہ کمالات اسلام مندرجہ روحانی خزائن ج۵ ص۲۸۸)

مولانا زاہد الراشدی

# آہ! الحاج جناب سید امین گیلانیؒ

آج صبح اخبار پر نظر دوڑائی تو اس غم ناک خبر نے نگاہوں کو گھیر لیا کہ شاعر ختم نبوت جناب الحاج سید امین گیلانی'' گزشتہ روز انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ! دو روز قبل میں نے سوچا تھا کہ جناب سید سلمان گیلانی سے کہوں کہ کسی روز باپ بیٹا دونوں گوجرانوالہ کا پروگرام بنائیں۔ ہم ان کے ساتھ ایک شام منانے کی تقریب رکھ لیتے ہیں۔ اس طرح ایک اچھی سی ادبی محفل ہو جائے گی اور گوجرانوالہ کے احباب کی شاعر ختم نبوت جناب الحاج سید امین گیلانی سے ملاقات بھی ہو جائے گی۔ مگر میں ابھی یہ سوچ ہی رہا تھا کہ حضرت شاہ جی اپنا وقت مکمل کر کے خالق حقیقی کے حضور پیش ہو گئے۔

شاعر ختم نبوت جناب سید امین گیلانی'' کو آج کی نسل نہیں جانتی اور نہ آج کے لوگوں نے وہ دور دیکھا ہے جس دور اور ماحول میں شاعر ختم نبوت جناب سید امین گیلانی'' ' جناب سائیں حیات پسروری'' جناب جانباز مرزا'' اور جناب عبدالرحیم عاجزؒ جیسے حدی خوانوں نے آزادی کے ترانے گائے تھے اور قافلہ حریت کے جذبات کو گرمائے رکھنے کا فریضہ سنبھال رکھا تھا۔ جناب عبدالرحیم عاجز مرحوم کو تو میں نے کبھی نہیں دیکھا۔ البتہ ان کی تگ وتاز کے تذکرے سنے ہیں۔ مگر جناب سائیں حیات پسروری'' جناب جانباز مرزا'' اور شاعر ختم نبوت جناب الحاج سید امین گیلانی'' کو خوب دیکھا ہے اور سنا ہے اور ایک عرصہ تک ان سے رفاقت رہی ہے۔ یہ تینوں حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے قافلہ کے افراد تھے۔ مجلس احرار اسلام کے جاں نثار کارکن تھے اور آزادی کی جنگ لڑنے والے قافلہ کے حدی خواں تھے۔ انہوں نے اس دور میں برطانوی استعمار کے خلاف عوام کے جذبات کو گرما دیا۔ جب جنوبی ایشیاء پر برطانوی تسلط کے خلاف بات کرنا اسی طرح پاگل پن سمجھا جاتا تھا جس طرح آج امریکی استعمار کی بالادستی کو چیلنج کرنے والے حریت پسندوں کو جنونی اور بے وقوف سمجھا جا رہا ہے۔ مگر انہوں نے لوگوں کے طعنوں' دانشوروں کی نصیحتوں اور ریاستی جبر کے باوجود آزادی کے ترانے گائے۔ جیل کی کال کوٹھڑیوں کو آباد کیا۔ فقر وفاقہ کی زندگی بسر کی۔ عیش وآرام کو اپنے مشن پر قربان کیا اور حریت پسندی کے جذبات کو اپنے جگر کا خون جلا کر گرمی پہنچاتے رہے۔

مجھے آج ان بھولے بھالے دانشوروں اور قلمکاروں پر ہنسی آتی ہے جو بڑی آسانی کے ساتھ یہ لکھ اور کہہ دیتے ہیں کہ برصغیر کی آزادی اور قیام پاکستان کے لئے ایک قرارداد منظور ہوئی اور اس پر چھ سات سال کی بیان بازی' خط وکتابت' عوامی اجتماعات اور مظاہروں کے نتیجے میں پاکستان وجود میں آ گیا۔ انہیں اس بات کا اندازہ ہی

نہیں ہے کہ اس بیان بازی‘ خط وکتابت‘ جلسوں اور مظاہروں کے پیچھے ان جانبازوں اور سرفروشوں کے مقدس خون اور قربانیوں کی کتنی قوت کارفرماتھی جنہوں نے آزادی کی خاطر اپنے جسموں کو چھلنی کردیا۔ پھانسی کے پھندوں کو چوما۔ جیلوں کی کال کوٹھریوں کو آباد کیا۔ پولیس کے ڈنڈے کھائے اور اپنی ہڈیاں تڑوا کر جدوجہد آزادی کے تسلسل کو قائم رکھا۔

شاعر ختم نبوت جناب الحاج سید امین گیلانی ؒ بھی حدی خوانوں کے اس قافلہ کے فرد تھے جس کا کام عوامی جلسوں میں برطانوی استعمار کو للکارنا‘ لوگوں کو آزادی کی جدوجہد کے لئے تیار کرنا‘ اپنے منظوم کلام اور انقلابی لہجے کے ذریعے عوام کے جذبات کو ابھارنا اور استعمار کی غلامی کے خلاف بغاوت کا ماحول پیدا کرنا۔ میں نے ان کی نوجوانی کا وہ دور تو نہیں دیکھا۔ لیکن جو دور دیکھا ہے اسے دیکھ کر بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے کہ جس کے جذبات کا بڑھاپے میں یہ عالم تھا‘ جوانی میں وہ کیا طوفان ہوگا؟۔

شاعر ختم نبوت جناب الحاج سید امین گیلانی ؒ کو میں نے سب سے پہلے اس دور میں دیکھا جب فیلڈ مارشل صدر ایوب خان مرحوم کے دور صدارت کا عروج تھا۔ صدر ایوب خان کا ایجنڈا بھی یہی تھا کہ پاکستان کے نام سے اسلام کا لفظ مٹ جائے اور اس وطن عزیز کی بین الاقوامی شناخت اسلام کے حوالے سے نہ ہو۔ چنانچہ 1962ء میں انہوں نے ملک کو نیا دستور دیا تو اس میں ملک کا نام ”عوامی جمہوریہ پاکستان“ تھا اور اسلام کا نام غائب تھا۔ اس پر زبردست عوامی احتجاج ہوا اور ہمارے ایک شاعر کا یہ شعر ملک بھر کے جلسوں میں گونجا تھا کہ:

ملک سے نام اسلام کا غائب‘ مرکز ہے اسلام آباد
پاک حکمران زندہ باد‘ پاک حکمران زندہ باد

عائلی قوانین اور تحفظ ختم نبوت ملک کے دینی اجتماعات کے اہم عنوانات ہوتے تھے۔ قادیانیوں کو کسی بیان یا خطاب میں کافر کہنے پر مقدمہ درج ہو جاتا تھا اور گرفتاری ہوتی تھی۔ جناب آغا شورش کاشمیریؒ کے ہفت روزہ چٹان کا ڈیکلریشن اور چٹان پریس قادیانیوں کے بارے میں ایک شذرہ لکھنے پر ضبط ہوگئے تھے۔ اس فضاء میں شاعر ختم نبوت جناب الحاج سید امین گیلانی مرحوم‘ جناب جانباز مرزا مرحوم اور جناب سائیں حیات پسروری مرحوم جن کے جذبات کے ساتھ عوامی جلسوں میں عقیدہ ختم نبوت کے ساتھ اپنی وفاداری کا اعلان کرتے اور قادیانیوں کے کفر کو بے نقاب کرتے۔ اسے دیکھ کر بوڑھوں کے جذبات میں بھی حرارت لوٹ آیا کرتی تھی۔ شاعر ختم نبوت جناب الحاج سید امین گیلانی ؒ کو میں نے پہلی بار شیرانوالہ باغ گوجرانوالہ کے جلسہ عام میں سنا۔ میرا طالب علمی کا دور تھا اور کسی باغی شاعر کو پورے جوبن میں سننے کا پہلا تجربہ تھا۔ وہ منظر آج تک نگاہوں کے سامنے ہے اور اس باغیانہ کلام کو سن کر دل میں جو جذبات ابھرے تھے ان کی حرارت آج تک کام آ رہی ہے۔

ایوبی آمریت کے خلاف ملک میں تحریک اٹھی اور جمعیت علمائے اسلام پاکستان نے بھی اس میں متحرک کردار ادا کرنے کا فیصلہ کیا۔ جمعۃ الوداع کے موقع پر حضرت مولانا عبیداللہ انورؒ نے جمعہ کی نماز شیرانوالہ گیٹ سے باہر باغ میں پڑھائی اور جمعہ کے اجتماع کے بعد احتجاجی جلوس کا اعلان کیا۔ پولیس نے جلوس کو روکنے کے لئے شدید لاٹھی چارج کیا اور بہت سے لوگوں کو گرفتار کرلیا۔ اس وحشیانہ لاٹھی چارج میں حضرت مولانا عبیداللہ انورؒ شدید زخمی ہوئے اور اسی ان کی ریڑھ کی ہڈی متاثر ہوئی جس کے باعث انہیں باقی زندگی مستقل علالت اور خانہ نشینی میں بسر کرنی پڑی۔ جمعیت علمائے اسلام نے اگلے جمعہ کو اسی جگہ جمعہ پڑھنے اور جمعہ کے بعد احتجاجی جلوس نکالنے کا اعلان کردیا۔ عجیب منظر تھا۔ حضرت مولانا عبیداللہ انورؒ حضرت مولانا درخواستیؒ حضرت مولانا مفتی محمودؒ اور حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ سمیت جمعیت کے بیشتر اکابر موجود تھے۔ وہ منظر اہل لاہور کو ضرور یاد ہوگا مگر اس میں شاعر ختم نبوت جناب الحاج سید امین گیلانی مرحوم نے جو قیامت بپا کی۔ اس کی یاد میں زندگی بھر نہیں بھلا سکوں گا۔ انہوں نے اپنی جس نظم سے لوگوں کے جذبات کو آگ دکھائی اس کا ایک بند ہے:

نور دیدہ وہ احمد علی کا
خود ولی اور بیٹا ولی کا
ماریں ظالم اسے تازیانہ
اٹھ بھی اٹھ قوم کے نوجوانا
بیٹھنے کا نہیں ہے زمانہ

1974ء کی تحریک ختم نبوت کا دور تھا اور قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کی عوامی تحریک زوروں پر تھی۔ پارلیمنٹ کے اندر حضرت مولانا مفتی محمودؒ حضرت مولانا شاہ احمد نورانیؒ، حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ اور دیگر اکابر علمائے کرام تحریک ختم نبوت کی ترجمانی کررہے تھے۔ کل جماعتی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت نے حکومت کو سات ستمبر کا الٹی میٹم دے رکھا تھا۔ حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ کی قیادت میں ملک بھر میں عوامی اجتماعات کا سلسلہ جاری تھا اور مجلس عمل کے اس الٹی میٹم کو شاعر ختم نبوت جناب الحاج سید امین گیلانی مرحوم نے ترانے کی جو زبان دی تھی وہ ہر کارکن کی زبان پر تھی اور اس کا ایک شعر یہ تھا:

بیت گیا جو یونہی سات ستمبر بھی
پیش کریں گے ہم سینے بھی، خنجر بھی

1977ء میں پاکستان قومی اتحاد کی تحریک نظام مصطفیٰ انتخابات میں بھٹو حکومت کی دھاندلیوں کے خلاف تھی۔ جس نے پاکستان قومی اتحاد کے انتخابی منشور اور عوامی جذبات کے حوالے سے تحریک نظام مصطفیٰ کا عنوان اختیار کرلیا تھا اور ملک بھر میں عوام نے جس ولولہ اور جوش وخروش کے ساتھ اس تحریک میں قربانیاں دیں وہ اسلام

کے ساتھ اس ملک کے عوام کی عقیدت اور جذبات کا اظہار تھا۔ ذوالفقار علی بھٹو مرحوم اس تحریک کا سب سے بڑا ہدف تھے اور ان سے مستعفی ہونے کا مطالبہ کیا جا رہا تھا۔ اس کے جواب میں انہوں نے ایک جملہ کہا تھا کہ: ''میں تو کمزور ہوں مگر میری کرسی بہت مضبوط ہے۔'' مگر چند دنوں کے بعد انہیں اس کرسی سے رات کے اندھیرے میں محروم ہونا پڑا۔ تو اس پر شاعر ختم نبوت جناب الحاج سید امین گیلانی نے یہ کہہ کر بہت خوبصورت تبصرہ کیا کہ:

کٹی جو پتنگ کچی ڈور نکلی
کرسی بہت کمزور نکلی

کرسی کا یہ مرثیہ انہوں نے جس انداز میں پیش کیا اس کی یاد بہت دیر تک لوگوں کے ذہنوں میں تازہ رہی اور یہ مصرعہ نوجوانوں کی زبانوں پر کافی عرصہ تک موجود رہا۔ شاعر ختم نبوت جناب الحاج سید امین گیلانیؒ نے اخباری رپورٹ کے مطابق 83 سال کی عمر پائی۔ مگر بڑھاپے میں بھی ان کے جذبات جوان تھے۔ کچھ عرصہ قبل پاکستان شریعت کونسل کے مرکزی سیکرٹری اطلاعات حضرت مولانا قاری جمیل الرحمن اختر نے باغبانپورہ لاہور میں اپنی رہائش گاہ پر حضرت شاہ جی کے ساتھ ایک شام منائی۔ بہت سے علمائے کرام اور دینی کارکن جمع تھے۔ میں بھی موجود تھا۔ شاعر ختم نبوت جناب الحاج سید امین گیلانیؒ اور ان کے فرزند جانشین جناب سید سلمان گیلانی نے کلام سنایا اور حاضرین کے دلوں کو گرما دیا۔ حضرت شاہ جی مرحوم نے جس انداز سے کلام پیش کیا اس سے قطعی اندازہ نہیں ہوتا تھا کہ ان کی عمر کی سوئی اسی کی دہائی کے ہندسے کو چھو رہی ہے۔

شاعر ختم نبوت جناب الحاج سید امین گیلانیؒ آج ہم سے رخصت ہو گئے۔ مگر ان کے فرزند جانشین جناب سید سلمان گیلانی ان کی یاد کو تازہ رکھنے کے لئے ہمارے درمیان موجود ہیں اور اپنے عظیم باپ کی ہو بہو تصویر ہیں۔ میں گیلانی خاندان اور جناب حضرت شاہ جیؒ کے عقیدت مندوں کے ساتھ اس غم میں شریک ہوں اور دعا گو ہوں کہ اللہ رب العزت شاعر ختم نبوت جناب الحاج سید امین گیلانیؒ کو کروٹ کروٹ جنت نصیب کریں اور جناب سید سلیمان گیلانی اور ان کے خاندان کو اپنے عظیم باپ کی روایات زندہ رکھنے کی توفیق سے نوازیں۔ آمین!

---

## جرمنی میں قادیانی فیملی کا قبول اسلام!

جرمنی کے شہر اوسنابروک کے رہائشی سید منیر احمد شاہ جو کہ پیدائشی قادیانی تھے انہوں نے اپنی بیوی اور چار بچوں سمیت قادیانی مذہب پر لعنت بھیجتے ہوئے اسلام قبول کر لیا۔ سید منیر احمد شاہ قادیانی جماعت میں مختلف قادیانی عہدوں پر فائز رہے ہیں۔ ان کے بیان کے مطابق وہ تیسرے قادیانی خلیفہ مرزا ناصر کے بیٹے مرزا فرید احمد کے قریبی حلقے میں شامل تھے۔ ان کی بیوی شاکرہ بیگم مرزا غلام احمد قادیانی کے مشہور بدنام زمانہ شاعر قاضی ظہور الدین اکمل کی بھتیجی ہیں۔ کچھ عرصہ قبل منیر احمد شاہ نے مقامی عربی مسلمانوں کی مسجد میں جا کر اسلام قبول کرنے کا اعلان کیا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ نومسلم خاندان کو دین اسلام پر استقامت عطا فرمائیں۔ آمین!

ادارہ

# جماعتی سرگرمیاں!

## سالانہ ردقادیانیت وعیسائیت کورس

خالق ارض وسماء نے انسان کی رشد وہدایت کے لئے حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کا سلسلہ جاری فرمایا۔ جس کی ابتداء جناب سیدنا حضرت آدم علیہ السلام سے ہوئی اور اسی سلسلہ کی آخری کڑی سیدالاولین والآخرین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ تشریف لائے۔ حضور خاتم النبیین بن کر دنیا میں تشریف لائے۔ حضور ﷺ کی ختم نبوت کا تذکرہ قرآن مجید میں سو مرتبہ اور احادیث میں دوسو دس مرتبہ کیا گیا ہے۔

حضور ﷺ کے بعد بہت سے جھوٹے مدعیان نبوت سامنے آئے جنہوں نے اس مسند عزت وشرف پر ناجائز قابض ہونے کی ناکام کوشش کی۔ مگر اسلامیان مشرق ومغرب نے یہ بات واضح کردی کہ حضور ﷺ کے بعد کوئی بھی مدعی نبوت بن کر آئے اس کو قبول نہیں کیا جاسکتا۔ وہ اسود عنسی ہو، مسیلمہ کذاب ہو، طلیحہ اسدی ہو، سجاح نامی عورت ہو یا مرزا غلام احمد قادیانی ہو۔

جب مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے پر پرزے نکالنے شروع کئے تو امت کے متقی اور روشن قلوب کے مالک حضرات علمائے کرام نے اس کی شرانگیزیوں سے امت کو باخبر کیا اور مستقبل میں ایک بڑے فتنہ کی خبر دی۔ اس بات کو پاکیزہ اور منور دماغ کے لوگوں نے قبول کیا۔ دوسری طرف مرزا غلام احمد قادیانی مبلغ اسلام، داعی اسلام، مہدی زمان، مثیل مسیح موعود کے پے در پے دعاوی میں مصروف ہوگیا جس طرح باطل کھل کر سامنے آتا گیا ایسے ہی میدان حق میں اہل حق بھی کھل کر سامنے آتے گئے اور مرزا غلام احمد قادیانی کا ہر مقام پر مقابلہ کیا۔

علمائے اہل حق مناظرہ کا چیلنج، مباہلہ کا چیلنج، تقریر وتحریر غرض ہر لحاظ سے مرزائیت کے ناسور کو ختم کرنے کی کوشش کرنے میں مصروف رہے۔ مرزائی مرزا غلام احمد قادیانی کے کفریہ عقائد کا پرچار کرتے اور امت کے سادہ لوح مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتے اور مرزائیت کے جال میں پھنسانے کی کوشش کرتے۔ دوسری طرف حضرات علمائے ربانین وعلمائے اسلام مرزائیت کے کفر پر کاری ضرب لگاتے اور مرزائیت بوکھلا اٹھتی۔

مرزا بشیرالدین محمود اپنے باپ مرزا غلام احمد قادیانی کے لگائے ہوئے خاردار جنگل کی آبیاری کرتا تو دوسری طرف گلشن محمد کا تحفظ حضرات علمائے کرام کرتے۔ علمائے اہل حق نے ہر عام وخواص مسلمان کو مرزائیت کے تعاقب کے لئے تیار کرنے کا یہ طریقہ نکالا کہ ردقادیانیت کے مختلف کورس کرائے جاتے۔

اس سلسلہ کو جاری رکھتے ہوئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے بانی حضرات نے ردقادیانیت وردعیسائیت کورس کی داغ بیل ڈالی۔ ردقادیانیت وعیسائیت کورس کچھ عرصہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دفتر ملتان میں ہوتا رہا۔ اس کے بعد اسے چناب نگر (سابقہ ربوہ) منتقل کردیا گیا۔ اب الحمدللہ عرصہ سے سالانہ ردقادیانیت کورس مدرسہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر میں منعقد ہورہا ہے۔

کورس میں مدارس کے فارغ التحصیل علمائے کرام' سکول' کالجز کے طلباء شرکت کرتے ہیں۔ ہر سال طلباء کی تعداد میں اضافہ ہورہا ہے۔ علوم نبویہ سے تعلق رکھنے والے تشنگان علم جوق در جوق اپنے مرکز میں آتے ہیں اور ردقادیانیت پر بریفنگ حاصل کرتے ہیں۔ اس سال کے شرکائے کورس کی فہرست حسب ذیل ہے:

| نمبر شمار | نام | مقام | نمبر شمار | نام | مقام |
|---|---|---|---|---|---|
| 1 | محمد یعقوب | گھوٹکی | 2 | فیاض احمد | گھوٹکی |
| 3 | عبدالرحیم | ہنگوں | 4 | عبیدالرحمن | پشاور |
| 5 | مبشر احمد | بھلوال | 6 | محمد رفیق | بھکر |
| 7 | اقبال نواز | کرک | 8 | محمد اسلم معاویہ | بھکر |
| 9 | ولی الرحمن | چارسدہ | 10 | عظمت اللہ | تونسہ |
| 11 | مجاہد نذیر | پسرور | 12 | رضوان بیگ | پسرور |
| 13 | محمود اختر | منچن آباد | 14 | محمد اشرف | شکرگڑھ |
| 15 | شاہد مجید | جھنگ | 16 | حسین حکیم | ڈگر |
| 17 | رفیق احمد | شورکوٹ | 18 | محمد صدیق | ٹنڈو محمد خان |
| 19 | محمد ساجد | بہاول نگر | 20 | سمیع اللہ | پشاور |
| 21 | صبیح الدین | پشاور | 22 | محمد تنویر | فیصل آباد |
| 23 | طارق محمود | فیصل آباد | 24 | انیس احمد | سرگودھا |
| 25 | محمد مراد | کبیروالا | 26 | فضل الرحمن | سلانوالی |
| 27 | احمد علی | سرگودھا | 28 | محمد عابد | مظفرگڑھ |
| 29 | محمد خبیب | مظفرگڑھ | 30 | محمد ساجد خان | چوکی |
| 31 | محمد عمران | بنوں | 32 | محمد بلال | کبیروالا |
| 33 | محمد آزاد | کوئٹہ | 34 | عنایت اللہ | جتوئی |

| | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|
| 35 | محمد ابوبکر | سرگودھا | 36 | محمد عبداللہ | مظفرگڑھ |
| 37 | محمد شفقت علی | ایبٹ آباد | 38 | محمد فہد | وزیرآباد |
| 39 | محمد حسین | ننکانہ | 40 | محمد عبداللہ | لاہور |
| 41 | محمد نعمان | لاہور | 42 | محمد یامین | چیچہ وطنی |
| 43 | محمد علیم | ٹوبہ ٹیک سنگھ | 44 | محمد عثمان | ٹوبہ ٹیک سنگھ |
| 45 | نوراللہ حماد | کراچی | 46 | عبدالغفار | کراچی |
| 47 | عبدالخالق | مظفرگڑھ | 48 | محمد عابد | لاہور |
| 49 | عرفان علی | چنیوٹ | 50 | محمد یوسف | مظفرگڑھ |
| 51 | محمد طاہر | سیالکوٹ | 52 | محمد طیب | لکی مروت |
| 53 | شکیل احمد | بھکر | 54 | عبدالحمید | شکرگڑھ |
| 55 | طارق محمود | پنڈدادنخان | 56 | محمد سفیان | سرگودھا |
| 57 | اظہر اقبال | ننکانہ | 58 | محمد اعظم جان | چارسدہ |
| 59 | نوشیروان | کوہستان | 60 | صالح محمد | پشاور |
| 61 | عبدالقادر | بھکر | 62 | محمد ابوبکر | بھکر |
| 63 | کلیم اللہ | بھکر | 64 | محمد ذوالارشان | بنیر |
| 65 | عبدالرحمن | ہارون آباد | 66 | محمد صادق | ہارون آباد |
| 67 | غلام مصطفی | ہارون آباد | 68 | محمد ابرار | چیچہ وطنی |
| 69 | محمد زبیر | میانوالی | 70 | عزیزالرحمن | ڈی آئی خان |
| 71 | محمد صدیق | ڈی جی خان | 72 | احمد شبیر | چنیوٹ |
| 73 | عبدالحلیم | ڈی جی خان | 74 | محمد احسن رضا | راجن پور |
| 75 | محمد بلال | ڈی جی خان | 76 | صفدر اقبال | ڈی جی خان |
| 77 | حبیب الرحمن | ڈی آئی خان | 78 | محمد اشفاق | دریاخان |
| 79 | عتیق الرحمن | کراچی | 80 | محمد شریف | نارووال |
| 81 | اللہ یار | خیرپور ٹامیوالی | 82 | سرفراز احمد | خیرپور ٹامیوالی |
| 83 | جاوید اقبال | کبیروالا | 84 | محمد عدیل | وزیرآباد |

| | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|
| 85 | فیاض احمد | گوجرانوالہ | 86 | محمد بلال | جلال پور پیروالا |
| 87 | محمد ابوبکر | بہاول پور | 88 | محمد ارشد | لودھراں |
| 89 | محمد سہیل | بہاول پور | 90 | محمد اعجاز | بہاول پور |
| 91 | محمد اسحٰق | احمد پور شرقیہ | 92 | محمد سلیم | احمد پور شرقیہ |
| 93 | محمد عمران | بہاول پور | 94 | محمد صفدر | احمد پور شرقیہ |
| 95 | محمد شاہد | کروڑ لعل عیسن | 96 | محمد ابوذر | مظفر گڑھ |
| 97 | عبدالشکور | کروڑ لعل عیسن | 98 | ظہور احمد | دنیا پور |
| 99 | تنویر عباس | بھکر | 100 | محمود حسین | میانوالی |
| 101 | آصف عزیز | آزاد کشمیر | 102 | منصور احمد | کشمیر |
| 103 | افتخار احمد | جام پور | 104 | محمد مصطفیٰ | دریا خان |
| 105 | محمد خبیب | کوٹ رادھا کشن | 106 | شکیل احمد | کوٹ رادھا کشن |
| 107 | محمد شریف | چنیوٹ | 108 | عبدالمجید | تونسہ |
| 109 | محمد یاسین | کبیر والا | 110 | محمد صدیق | ملتان |
| 111 | منیر احمد | چوکی | 112 | محمد ہاشم | کوٹ رادھا کشن |
| 113 | ریاست علی | اوکاڑہ | 114 | فیاض احمد | ملتان |
| 115 | یعقوب شاہ | بھکر | 116 | محمد احمد | بورے والا |
| 117 | شفیق الرحمٰن | مانسہرہ | 118 | محمد خالد | قصور |
| 119 | محمد سلیم اللہ | قصور | 120 | محمد سہیل | چنیوٹ |
| 121 | محمد عمران | گوجرانوالہ | 122 | محمد طیب | راولپنڈی |
| 123 | محمد عمران | لاہور | 124 | محمد طاہر | راولپنڈی |
| 125 | عبدالحق | جنتوئی | 126 | شفیق احمد | عارف والا |
| 127 | محمد رضوان | مانسہرہ | 128 | اعجاز احمد | مانسہرہ |
| 129 | سعید عرفان | ایبٹ آباد | 130 | عامر حسین | ساہیوال |
| 131 | خالد عزیز | لاہور | 132 | محمد صدیق | مظفر گڑھ |
| 133 | محمد اسلم | خیر پور ٹامیوالی | 134 | محمد عابد | خیر پور ٹامیوالی |

| | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|
| 135 | عبدالشکور | چشتیاں | 136 | محمد اسماعیل | خیرپورٹامیوالی |
| 137 | محمد شاہد | خیرپورٹامیوالی | 138 | عبدالحنان | خیرپورٹامیوالی |
| 139 | عقیل عمر | خیرپورٹامیوالی | 140 | حق نواز | خیرپورٹامیوالی |
| 141 | محمد عمر فاروق | خیرپورٹامیوالی | 142 | سعید الرحمن | خیرپورٹامیوالی |
| 143 | محمد بلال | خیرپورٹامیوالی | 144 | محمد عمیر | خیرپورٹامیوالی |
| 145 | عبدالباسط | خیرپورٹامیوالی | 146 | محمد طاہر ابراہیم | خیرپورٹامیوالی |
| 147 | محمد رفیق | خیرپورٹامیوالی | 148 | محمد عرفان | ننکانہ |
| 149 | رفاقت زبیر | سرگودھا | 150 | محمد یونس | جلال پور پیروالا |
| 151 | محمد زاہد | علی پور | 152 | غلام رسول | علی پور |
| 153 | صادق جمال | علی پور | 154 | محمد اعظم | علی پور |
| 155 | محمد طارق | علی پور | 156 | محمد اختر | علی پور |
| 157 | محمد ایوب | علی پور | 158 | محمد یعقوب | علی پور |
| 159 | کلیم اللہ | علی پور | 160 | محمد طارق | علی پور |
| 161 | خالد محمود | علی پور | 162 | محمد عرفان لطیف | علی پور |
| 163 | محمد ہاشم | علی پور | 164 | غلام یاسین | جلال پور پیروالا |
| 165 | عبدالجبار | ترنڈہ محمد پناہ | 166 | عبدالواجد | ترنڈہ محمد پناہ |
| 167 | محمد عثمان کمالوی | کمالیہ | 168 | محمد شفیق | بہاول نگر |
| 169 | محمد طلحہ | چنیوٹ | 170 | عبداللہ ہاشمی | رحیم یار خان |
| 171 | خالد محمود | میلسی | 172 | شاہد ندیم | چنیوٹ |
| 173 | زاہد بشیر | کہروڑپکا | 174 | محمد ندیم | احمد پور شرقیہ |
| 175 | محمد جاوید | رحیم یار خان | 176 | محمد ارشد | کہروڑپکا |
| 177 | غلام یاسین | میلسی | 178 | عمر فاروق | کہروڑپکا |
| 179 | عمار ظفر | کہروڑپکا | 180 | محمد ارشد ندیم | کبیروالا |
| 181 | محمد حامد | فیصل آباد | 182 | محمد اشفاق حسین | لاہور |
| 183 | رشید احمد | گوجرانوالہ | 184 | محمد صفدر | شیخوپورہ |
| 185 | محمد طاہر | لاہور | 186 | محمد ابوبکر | چکوال |

| | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|
| 187 | حافظ اللہ | آزاد کشمیر | 188 | محمد عمر احسن | چکوال |
| 189 | خادم حسین | فیصل آباد | 190 | افتخار احمد | سرگودھا |
| 191 | محمد عابد | شجاع آباد | 192 | محمد اسلم | ڈسکہ |
| 193 | حماد اللہ | خیرپور میرس | 194 | عبداللطیف | گمبٹ |
| 195 | عبدالغنی | گمبٹ | 196 | عبدالجلیل | گمبٹ |
| 197 | عبدالماجد | گمبٹ | 198 | عبدالباسط | گھوٹکی |
| 199 | عبدالشکور | خیرپور میرس | 200 | خان محمد | شکارپور |
| 201 | مامون الرشید | پنوں عاقل | 202 | جلیل احمد | پنوں عاقل |
| 203 | الطاف احمد | پنوں عاقل | 204 | عبدالمالک | گھوٹکی |
| 205 | حفیظ الرحمن | پنوں عاقل | 206 | یحییٰ فاروق | لاہور |
| 207 | ابرار خان | اٹک | 208 | زاہد خان | اٹک |
| 209 | عبدالعلیم | چترال | 210 | اظہر حسین | پنوں عاقل |
| 211 | منظور الحسن | پنوں عاقل | 212 | عبداللہ | شیخوپورہ |
| 213 | جان محمد | قصور | 214 | محمد یحییٰ | فیصل آباد |
| 215 | منیب الرحمن | فیصل آباد | 216 | منظور احمد | دنیاپور |
| 217 | مقصود احمد | لاہور | 218 | محمد ارشد | قصور |
| 219 | محمد ہمایوں | مانسہرہ | 220 | امجد اسلام | قصور |
| 221 | غلام نبی | قصور | 222 | محمد اسماعیل | قصور |
| 223 | محمد ایاز | گوجرانوالہ | 224 | محمد صدیق | جلالپور پیروالا |
| 225 | فیصل مقبول | چکوال | 226 | فضل کریم | گوجرانوالہ |
| 227 | محمد عرفان | گوجرانوالہ | 228 | محمد شعیب | گوجرانوالہ |
| 229 | عمر فاروق | احمد پور شرقیہ | 230 | عبدالغفور | کراچی |
| 231 | محمد اسحٰق | کراچی | 232 | ضیاء الرحمن | جھنگ |
| 233 | رسول بخش | شجاع آباد | 234 | طاہر عباس | چکوال |
| 235 | محمد فاروق | چکوال | 236 | محمد طاہر | کوٹلی |
| 237 | نورالدین | جتوئی | 238 | محمد بشیر | جتوئی |
| 239 | محمد عمران | آزاد کشمیر | 240 | فیض اللہ | کوہاٹ |

| | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|
| 241 | محمد شعیب | مظفرگڑھ | 242 | احمد علی | جھنگ |
| 243 | فضل الرحمن | کھاریاں | 244 | محمد عمران | مظفرگڑھ |
| 245 | عبدالغفار | کبیروالا | 246 | ریاست علی | بہاول نگر |
| 247 | لقمان احمد | نارووال | 248 | محمد سلیمان | نارووال |
| 249 | محمد عابد | سیالکوٹ | 250 | ابوالحسن علی | گوجرانوالہ |
| 251 | محمد عاصم شہزاد | سیالکوٹ | 252 | محمد ثاقب | حضرو |
| 253 | عبدالرحیم | ڈسکہ | 254 | محمد عمیر | مظفرگڑھ |
| 255 | محمد عرفان | اوکاڑہ | 256 | محمد اختر | قصور |
| 257 | محمد خان | تونسہ | 258 | زاہد محمود | راجن پور |
| 259 | اللہ دتہ فانی | بہاول نگر | 260 | اعجاز احمد | بہاول پور |
| 261 | محمد عمران | مظفرگڑھ | 262 | عبداللطیف | جتوئی |
| 263 | مولانا نور محمد | جتوئی | 264 | عمر فاروق | مانسہرہ |
| 265 | ابومحمد | بہاول پور | 266 | عمران الحق رشیدی | ساہیوال |
| 267 | محمد اشفاق | پسرور | 268 | عبداللطیف | کلورکوٹ |
| 269 | حافظ سمیع اللہ | گوجرانوالہ | 270 | تنویر علی | کہروڑ پکا |
| 271 | عبیدالرحمن | ٹوبہ ٹیک سنگھ | 272 | محمد کاشف اختر | سرگودھا |
| 273 | محمد شبیر | عارف والا! | | | |

## حضرت مولانا خدا بخش صاحبؒ کا وصال

حضور ﷺ کی عزت وناموس کے تحفظ کا کام بہت بڑا کام ہے۔ اس فریضہ کو سرانجام دینے والی شخصیات اپنے زمانہ کے اہم افراد میں سے ہوتی ہیں۔ انہیں اہم شخصیات میں سے ایک شخصیت مناظر ختم نبوت حضرت مولانا خدا بخش صاحبؒ کی شخصیت تھی۔ حضرت مولانا نے عرصہ تیس سال تک عقیدہ ختم نبوت کی پاسبانی کی۔ ملک کے دور دراز کے علاقوں میں قادیانیت کا مقابلہ کیا۔ کچھ عرصہ سے علیل تھے۔ گزشتہ دنوں حضرت مولانا خدا بخش صاحبؒ اپنے مالک حقیقی سے جا ملے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ان کی بخشش فرمائیں اور ان کی خدمات کو قبول فرمائیں۔

حضرت مولانا خدا بخش صاحبؒ کے تفصیلی حالات انشاءاللہ اگلے شمارہ میں پیش کئے جائیں گے۔

# تبصرہ وتذکرہ!

تبصرہ کے لئے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے۔ ادارہ!

**پیکر اخلاص**: ترتیب: حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری مدظلہ: صفحات: 280: قیمت درج نہیں: ناشر: مکتبہ لدھیانوی 18 اسلام کتب مارکیٹ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی!

حضرت مولانا منظور احمد الحسینیؒ تحریک ختم نبوت کے نامور رہنماؤں میں سے تھے جو فتح پور کمال رحیم یار خان جیسے غیر معروف قصبہ میں پیدا ہوئے۔ جامعہ خیر المدارس ملتان سے دورہ حدیث کیا اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے شعبہ تبلیغ سے وابستہ ہوگئے۔ شیخ الاسلام حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوریؒ نے جب مجلس کی زمام قیادت سنبھالی تو مجلس کے مبلغین کو چالیس روز کے لئے کراچی طلب فرمایا۔ حضرت مولانا منظور احمد الحسینیؒ بھی اس گروپ میں شامل تھے۔ فتح پور کمال سے ملتان' ملتان سے کراچی' کراچی سے لندن اور لندن سے سفرحج کے لئے مدینہ طیبہ پہنچے۔ دل کا دورہ پڑا جو جان لیوا ثابت ہوا۔ حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری نے مرحوم کی وفات کے بعد ان کی خدمات پر قلم اٹھایا۔ جو تعزیتی شذرہ کے بجائے کتاب کی شکل اختیار کر گیا۔ کتاب کو تین ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے۔ پہلا باب حیات وخدمات پر مشتمل ہے۔ جبکہ دوسرے باب میں حضرت مولانا اللہ وسایا' حضرت مولانا زاہد الراشدی' حضرت مولانا صاحبزادہ عزیز احمد' جناب مفتی خالد محمود' جناب سہیل احمد یوکے' حضرت مولانا عبدالعزیز لاشاری' جناب محمد انور رانا' حضرت مولانا محمد انور یوکے' حضرت مولانا محمد اجود حقانی' حضرت مولانا محمد اعجاز' محترمہ جویریہ سعید صاحبہ کے تاثرات بیان کئے گئے ہیں۔ تیسرے باب میں قلمی شہ پارے اور آخری باب تصویری جھلکیوں پر مشتمل ہے۔ حضرت مولانا مرحوم قدیم وجدید کا حسین امتزاج تھے۔ تھوڑی سی عمر میں بہت سارا کام کر گئے۔ اللہ پاک حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری کو جزائے خیر عطا فرمائیں کہ انہوں نے مختصر مدت میں بہترین کتاب مرتب کر کے شائع کردی۔

**اسلامی آداب معاشرت**: تالیف: حضرت مولانا ابوعکاشہ محمد مجاہد: صفحات: 210: قیمت: درج نہیں: ناشر: ادارہ الدعوۃ والارشاد جامعہ قاسم العلوم مسجد قرطبہ شینخان کوہاٹ!

مصنف علاقہ کوہاٹ کے معروف ومجاہد عالم دین ہیں۔ شہری فضا سے بہت دور بہترین دارالعلوم چلا رہے ہیں۔ زیر تبصرہ کتاب میں موصوف نے...... کتاب العلم...... کتاب الطهارة و نظافة...... کتاب

العبادات ...... کتاب الجنائز ...... کتاب السفر ...... کتاب النکاح ...... کتاب الایمان والنذور ...... کتاب البیوع ...... کتاب الطعام والشراب والنوم ...... کتاب اللباس ...... کتاب الزینت ...... کتاب الاداب ...... کے عنوان سے کتاب کو بارہ ابواب میں تقسیم کیا ہے اور مذکورہ بالا عنوانات پر اسلامی آداب بیان کئے گئے ہیں۔ کتاب عوام وخواص کے لئے یکساں مفید ہے۔ حضرت مولانا محمد عبداللہ شیخ الحدیث مفتاح العلوم ہنگو کوہاٹ' حضرت مولانا محمد امین شیخ الحدیث جامعہ یوسفیہ شاہوردام' حضرت مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ اور حضرت مولانا مغفور اللہ شیخ الحدیث دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کی تقاریظ نے کتاب کی اہمیت وعظمت کو دوبالا کر دیا ہے۔ کتاب کی کمپوزنگ مناسب جبکہ طباعت اور جلد عمدہ ہے۔

**تحفۃ المعلمین ومفیدا لمتعلمین** : مصنف: جناب قاری سید محمد سلیم رحیمی: قیمت:-/50 روپے: ملنے کا پتہ: قلات اسٹیشنرز جناح روڈ کوئٹہ' رشیدیہ کتب خانہ سرکی روڈ کوئٹہ' مکتبہ فاروقیہ خیبر مارکیٹ عبدالستار روڈ کوئٹہ' مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور

آج کل کے دور میں دینی مدارس کی اہمیت روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ دینی مدارس اس افراتفری کے دور میں دین اسلام کے ہر پہلو سے خدمت کر رہے ہیں۔ دینی طالب علموں کو دینی علوم سے آراستہ کرنا از حد ضروری ہے۔ شاگرد کے لئے یہ سمجھنا ضروری ہے کہ پڑھائی کس طرح کرنی ہے اور استاد کے لئے لازمی ہے کہ انہیں اس بات کا علم ہونا چاہئے کہ بچوں کو کس طرز سے پڑھانا ہے۔ تاکہ بچہ وقت پر سبق بھی سنا دے اور سبقی بھی سنا سکے اور منزل کے جتنے سپارے ذمہ لگے ہیں وہ بھی آسانی سے سنا سکے۔ یہ سب کچھ استاد کی محنت اور پڑھائی کے طریقہ کار سے منسلک ہے۔ جس سے استاد اور طالب علم دونوں کا وقت بچ سکتا ہے اور کم وقت میں اچھے نتائج حاصل ہو سکتے ہیں۔

زیر نظر کتاب استاد اور طالب علم دونوں کے لئے یکساں مفید ہے۔ دونوں کے لئے کچھ ترتیب اور تدابیر لکھی گئی ہیں۔ جس سے اس سلسلے میں بہتری لائی جاسکتی ہے۔ دعا ہے کہ اللہ پاک اس کتاب کے مولف جناب قاری محمد سلیم رحیمی کو جزائے خیر عطا فرمائیں اور انہیں دین کے کام کرنے کی مزید توفیق عطا فرمائیں۔

کتاب ہذا درس نظامی شعبہ حفظ میں بہت ہی مفید رہے گی۔

## ضروری اعلان!

قارئین لولاک سے گزارش ہے کہ جلد کی تبدیلی کے بعد جن حضرات کا سالانہ چندہ ختم ہو چکا ہے اور انہیں ماہنامہ لولاک کی طرف سے بذریعہ خط آگاہ بھی کیا جا چکا ہے۔ لیکن تا حال چندہ ارسال نہیں کیا گیا۔ براہ کرام! چندہ ارسال فرما کر مشکور فرمائیں۔ خط وکتابت کرتے وقت خریداری نمبر ضرور لکھیں۔ ادارہ

# فتاویٰ ختم نبوت

## جلد اول

☆.....پاک و ہند میں متداول مطبوعہ انتیس فتاویٰ جات جو کہ قادیانی گروہ سے متعلق تھے ان سب کو اس جلد میں جمع کیا گیا ہے۔

☆.....اس کی تبویب فقہی ترتیب کے مطابق کی گئی ہے۔

☆.....کتاب العقائد 17 ابواب، کتاب الصلوٰۃ 2 ابواب، کتاب الجنائز 3 ابواب، کتاب الذبائح 2 ابواب، کتاب النکاح 3 ابواب، کتاب الحظر و الاباحۃ 1 باب پر مشتمل ہے۔

☆.....اس کتاب میں دیوبندی، بریلوی، اہل حدیث مکاتب فکر کے تمام مفتیان کے فتنہ قادیانیت سے متعلق تمام مطبوعہ فتاویٰ جات کو یکجا کر دیا گیا ہے۔

☆.....قادیانی لاہوری عقائد، ظہور مہدی، خروج دجال، مسیح موعود کی پہچان، حیات مسیح علیہ السلام، رفع و نزول، ختم نبوت، قادیانی شبہات، قادیانی کلمات کفر و ارتداد، قادیانیوں کے وجوہ کفر و وجبات کفر، ارتداد کی سزا، مرزائی اور تعمیر مسجد، قادیانی جنازہ، قادیانی مردہ، قادیانی وراثت، قادیانی نکاح، ثبوت نسب۔ گویا عہد سے لحد تک قادیانی فتنے سے متعلق تمام احکامات کو ترتیب وار جمع کر دیا گیا ہے۔

☆.....کتاب کا سائز 10x7.5 ہے، ساڑھے پانچ سو صفحات، کمپیوٹر کتابت، عمدہ طباعت، ٹائٹل چہار رنگا تمام تر خوبیوں کے باوجود کتاب کی رعایتی قیمت ڈیڑھ صد روپے علاوہ ڈاک خرچ ہے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

حضوری باغ روڈ ملتان

فون: ۴۵۱۴۱۲۲ فیکس: ۵۴۲۲۷۷

# سہ ماہی رد قادیانیت تربیتی کلاس

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دفتر ملتان میں گاہے بگاہے رد قادیانیت پر تیاری کے لئے وفاق المدارس کے سند یافتہ علماء کرام کی سہ ماہی کلاس کا اہتمام کیا جاتا ہے

## امسال بھی

## ۱۵ شوال ۱۴۲۶ھ سے مجوزہ کلاس کا آغاز ہوگا

کلاس میں شرکت کے خواہش مند حضرات کا ''جید اجید آ'' میں وفاق کا سند یافتہ ہونا ضروری ہے۔ نیز اردو تعلیم میں میٹرک پاس ہونا ضروری ہے۔ شرکاء کورس کو قیام وطعام کے علاوہ 1000 روپے اعزازیہ بھی دیا جائے گا۔

## ذوق مناظرہ اور شوق تبلیغ رکھنے والے نئے علماء کرام توجہ فرمائیں

- ۵ شوال المکرم ۱۴۲۶ھ تک درخواست قلمی، سادہ کاغذ پر بھجوادیں۔
- فوٹو کاپی سند وفاق المدارس، فوٹو کاپی سند میٹرک، فوٹو کاپی شناختی کارڈ ہمراہ درخواست لف کریں۔

رابطے: مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی مرکزی ناظم تبلیغ

**عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت**

حضوری باغ روڈ ملتان

فون [illegible]

MONTHLY *LAULAK* MULTAN REGD. NO. M-108

# عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے تعاون کی اپیل!

- عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت دنیا بھر میں قادیانیت کا تعاقب کر رہی ہے۔
- عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت قادیانیوں کو دعوت اسلام کا پیغام پہنچا رہی ہے۔
- عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت عدالتوں میں قادیانی، مسلم مقدمات کی پیروی کر رہی ہے۔
- عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دارالمبلغین کے ذریعے سینکڑوں علماء کو ہر سال قادیانی، بہائی، گوہر شاہی اور یوسف کذاب جیسے گمراہ فرقوں کے مناظرہ کی تربیت دے رہی ہے۔
- عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے مرکزی دفتر میں تالیف و تصنیف کا شعبہ، اور عالمی لائبریری کا اہتمام کیا ہے۔
- عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مدارس عربیہ، مبلغین، تبلیغی دفاتر، لٹریچر ہفت روزہ ختم نبوت، ماہنامہ لولاک کے ذریعے تبلیغ و اشاعت و حفاظت دین کا فریضہ سرانجام دے رہی ہے۔

**آپ سے اپیل کی جاتی ہے کہ زکوٰۃ، صدقات، عطیات سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی بھرپور معاونت فرمائیں**

**نوٹ:** مجلس زکوٰۃ و صدقات کی رقوم اپنے زیر انتظام مدارس دینیہ پر صرف کرتی ہے اس لئے رقم دیتے وقت مد کی صراحت فرمائیں، امداد مقامی مبلغین کو دے کر رسید حاصل کریں یا براہ راست ذیل کے پتہ پر ارسال کریں۔

امیر مرکزیہ
حضرت مولانا
**خواجہ خان محمد**
صاحب دامت برکاتہم

نائب امیر مرکزیہ
حضرت مولانا
**سید نفیس شاہ الحسینی**
صاحب مدظلہ

مرکزی ناظم اعلیٰ
حضرت مولانا
**عزیز الرحمٰن جالندھری**
صاحب مدظلہ

**عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان فون: 4514122**